وما آتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا

الاربعين
فی معرفۃ النفس و تزکیتہا

نفس کی پہچان اور تزکیہ
چالیس احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الاربعین فی
معرفة النفس و تزکیتها

نفس کی پہچان اور تزکیہ

چالیس احادیث کی روشنی میں

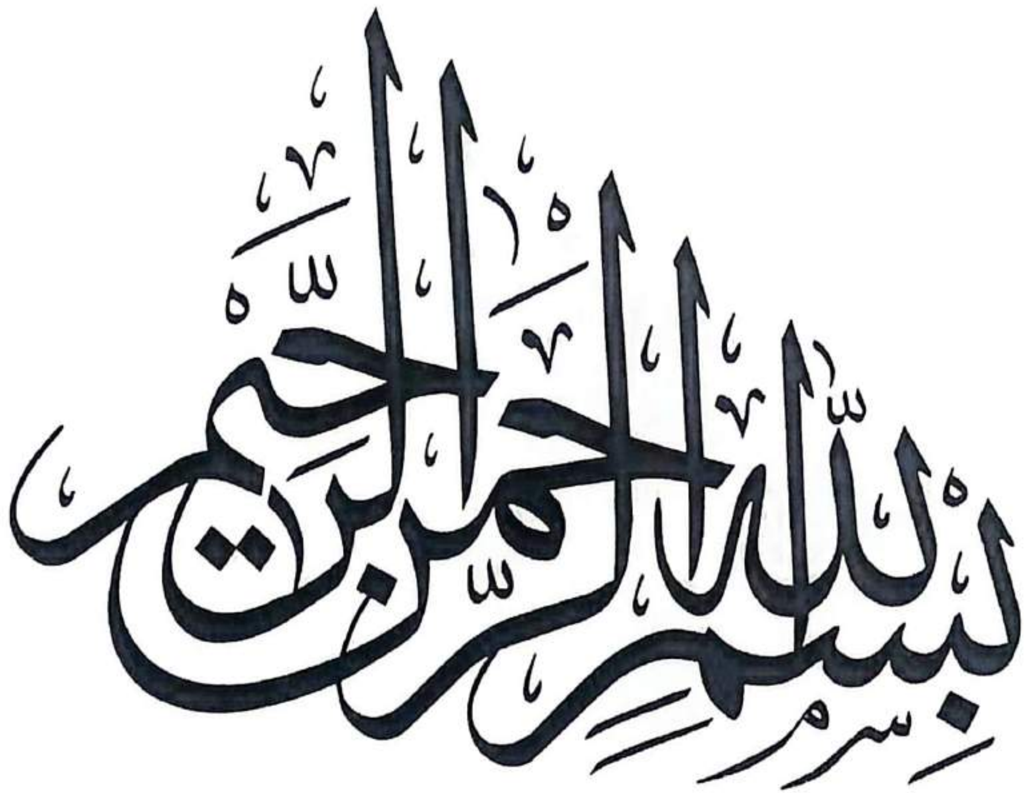
ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی



مکتبہ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد

نام کتاب	الاربعین فی معرفۃ النفس و تزکیتھا نفس کی پہچان اور تزکیہ - چالیس احادیث کی روشنی میں
ترتیب و تحریر:	ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
اہتمام	خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد
تعداد	1100
اشاعتِ اول	مارچ 2021 بمطابق شعبان المعظم 1442ھ
اشاعت دوم	مئی 2021 بمطابق رمضان المبارک 1442ھ

اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت و بساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔



For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

بَلَغَ العُلى بِكمالِهِ
كَشَفَ الدُّجى بِجَمالِهِ
حَسُنَت جَميعُ خِصالِهِ
صلّو عليهِ وآلِهِ

فیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السُبُل، خزینۃ الاسرار

وارث النبیِ المختار، وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین

محبوب السالکین، امام المتقین، وصفوۃ العابدین

جلیس الرحمٰن، الامام الخراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظر کرم

غوث الزمان، محبوب الامام الخراسان، تاج الاولیاء

امام الاتقیاء، زینۃ الاصفیاء، طبیب ارواحنا وقلوبنا

سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ

شیخ المشائخ شیخ الطریقۃ

حضرت میاں محمد السیفی اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذ الکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دار العلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مکرمینِ اہل علم و عرفان! ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کی طریقت کے میدان میں تصنیفِ لطیف بنام "الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا" زیرِ مطالعہ رہی۔ ۴ سلاسل معروفہ کے اجازت یافتہ ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب نے ایک نازک دقیق عنوان پر قلم اٹھایا اور عنوان کی انتہاء تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور وہ ہے تزکیہ نفس (جہاد اکبر)۔

قرآن مجید نے ارشاد فرمایا قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ[1]

اس میں لفظ یُزَکِّیۡهِمۡؕ بمعنی تزکیہ نفس جس سے مراد صوفیاء کے نزدیک علم باطنی ہے یہ ایک نکتہ آپ نے لیا گویا آیت میں یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ سے مراد ظاہری علوم اور یُزَکِّیۡهِمۡؕ سے باطنی علوم

[1] البقرة: ۱۲۹

جس کو قرآن مجید نے علم لدنی سے تعبیر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اہل علم کو رہنمائی کی کہ ظاہری علوم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ، اس علم سے کامل نفع کے حصول کے لیے منزل جہاد بالنفس ہے اور وہ بھی جہاد اکبر مراد ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ قِيلَ وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ[1]

وفی روایتہ رجعنامن الجہاد الاصغرالی الجہاد الاکبراو کماقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گویا جہاد اکبر نام ہے نفس سے جہاد اکبر کر کے منازل ولایت کو پانا اس درجہ تک کہ بقول امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت میں کچھ لوگ جنت کے نورانی منابر پر جلوہ افروز ہوں گے اور رشک کریں گے ان پر انبیاء اور شہداء منصب ولایت میں یہ درجہ اتنا عظیم انہیں کیسے عطا ہوئے، تو یہ یہ نتیجہ جہاد اکبر کے ساتھ (جو کہ جہاد بالنفس ہے) تزکیہ نفس کرنے کا انجام عالی ہے۔

حضرات گرامی! لگتا یہ ہے کہ دینی قیادت کی اہلیت اللہ تعالیٰ نے جو اُنہیں دی وہ اِس ارشاد باری تعالیٰ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ (البقرہ: 186) کے مصداق ہے۔ یعنی کہ بندہ مانگتا بعد میں ہے، اللہ تعالیٰ عطا پہلے فرماتا ہے۔ اس لئے آیت میں اُجیبُ پہلے ہے اور دعان بعد

---

[1] البیہقی فی الزھد الکبیر / 165

ہیں۔ یہ آپ کے مشائخ کی دعائیں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت و طریقت کی راہ پر ڈالا اور آپ نے دیگر خدمات کے علاوہ اس توضیح ''الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا'' نامی تصنیف میں علم و قلم کی جولانیاں دکھائیں۔ اس تصنیف سے اصلاح نفس کیلئے غالباً پہلا قدم رکھنے والوں کی راہنمائی ہو گی۔ نفس جن سات معنوں میں مستعمل ہے، آپ نے اسکی اعلیٰ انداز میں راہنمائی فرمائی ہے۔ نفسِ انسان کی کیفیات و اصطلاحات، امارہ، لوامہ، ملھمہ، مطمئنہ، راضیہ، مرضیہ اور کاملہ کا تفصیلی بیان فرمایا کر سالکین کے لیے ان کا طُرق بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ نے نہ صرف علمی انداز میں شرِ نفس کی وضاحت فرمائی ہے بلکہ فی زمانہ آپ کی صحبتِ کیمیاء گر اور نگاہِ پر اثر سالکین اور ارادتمندوں کے لیے تزکیہ اور تربیتِ نفس کا ذریعہ ہے۔

اصلاح نفس کی پہلی منزل تا آخری منزل بیان کی کہ کس طرح سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان (حدیث شریف رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر) کے مطابق اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادب و محبت کے لوازمات سے مزین صحبت و سنگت میں جہادِ اکبر (تزکیہ نفس) کی منازل طے کیں۔ جہادِ اصغر، جہاد الکفار ٹھہرا اور جہاد اکبر، جہاد بالنفس۔ جہاد بالنفس کو جہادِ اکبر قرار دیکر آنے والی منازل سے مریدوں کو راہ

دکھائی۔ جہاد اصغر میں شہادت تو منٹوں کی مار ہے۔ جبکہ جہاد اکبر کیلئے صبح شام، دن رات، آستانہ عالیہ پر ذاکرین کا غلغلہ، سالانہ تمام مقتدر شخصیات کے یوم، ہفتہ وار محافلِ ذکر، ضیافت، سخاوتِ اہل بیت سے عقیدت مندانہ تذکرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایام کا اہتمام وغیرہ، غرضیکہ آپ کے پاس اہل علم و دانش کا ہر لحظہ ہجوم رہتا ہے۔ آپ سے عقیدت رکھنے والے صوفیاء و صلحاء و علماء کے انتہائی قدر دان ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس مضمون پر چالیس احادیث کا عظیم ذخیرہ کتب متداولہ سے نکال کر ایک امتی کیلئے اس منزل اور قوام کو پانے میں بڑی راہنمائی کی ہے۔ غوث زماں، طبیب روحاں، امام الاتقیاء والاصفیاء، شیخ المشائخ حضرت میاں محمدی سیفی اطال اللہ حیاتہ گویا آپ نے اتنی عظیم المنزلت تصوف کی کمائی آپ کے حوالے کی ہے۔ اس کی قدر دانی کے طور پر تمام متبعین، معتقدین، مریدین اور صاحب نسبت بالخصوص اور عامۃ المسلمین بالعموم فائدہ اٹھائیں اس راستے پر چلیں عقبیٰ سنواریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق انیق دے۔ آپ کا درس تصوف اور محافل قرونِ اولیٰ کے مشائخ کی یاد دلاتے ہے۔ ان اوصاف کے حامل قبلہ ڈاکٹر صاحب، اس درجے کی بلند و بالا شخصیت کی تصوف میں یہ لازوال تصنیف قابل

مطالعہ اور قابل عمل ہے۔راہِ تصوف و سلوک کے راہیوں کیلیئے بہترین کتاب اور بالائی سطح کے لوگوں کیلیئے بھی انتہائی موزوں ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عمرِ طویل عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یکے از طالبان طریقت

(مفتی) محمد سلیمان رضوی غفرلہ

2 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 15 مارچ 2021

امام المدرسین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری

بانی و مہتمم جامعہ قادریہ مردان پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میت کو چارپائی پر رکھ کر قبر تک لانے کے دوران اللہ تعالی میت سے ۴۰ سوال کرتا ہے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ اے میرے بندے! لوگوں کو حسین و جمیل نظر آنے کے لیے برسوں تو خود کو سنوارتا رہا لیکن جس چیز (یعنی دل) پر میری نظر (رحمت) ہوتی ہے اسے تو نے ایک لمحہ بھی صاف نہ کیا۔

یہی وہ نقطہ ہے جس پر قرآن وسنت نے زور فرمایا ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنی اصلاح کریں اور انسان اس وقت تک اپنی اصلاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنے دل اور نفس کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور اپنے دل اور نفس کی اصلاح نہیں ہو سکتی جب کہ انسان اپنے آپ کو اور دل و نفس کو جان نہ لیں۔

اس لیے ڈاکٹر صاحب نے اپنی تصنیفات کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس موضوع پر قلم کاری فرمائی اور معرفت نفس کے موضوع پر انمول تصنیف فرمائی جس میں ڈاکٹر صاحب نے

نفس کے معانی میں بے مثال تحقیق کی اور نفس کی معانی کی وضاحت تفصیل سے بیان فرمائی۔

اس کے علاوہ لغت عربی میں نفس کے معانی کی وضاحت کی، اس کے بعد نفس کی تعریف سپرد قلم کی، اس کے بعد نفس کی مختلف حالاتیں بیان کی اور ہر ایک حالت کی مفصل وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد نفس کی بناوٹ، اس کی خیر خواہی، اس کا شر اور اس کے شر سے بچاؤ کا علاج بیان کیا۔ اس کے بعد قلب کی تقسیم بیان کی، اس کے علاوہ تزکیہ نفس، تعلیم و تربیت اور طریقہ تعلیم و تربیت پوری تفصیل سے بیان فرمائی۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع کے ساتھ پوری طرح انصاف فرمایا ہے اور اپنی بساط کے مطابق نفس کے تمام جہات کا احاطہ کیا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کی اس سعی کو شرف قبولیت کا درجہ عنایت فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم علوم الدین المنقول والمعقول فقیر

ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری

جامعہ قادریہ مردان پاکستان

9 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 24 مارچ 2021

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی **محمد صدیق** ہزاروی سعیدی الازہری

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور / رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کے حوالے سے تلاوت کلام پاک، کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ قلوب کا ذکر فرمایا گویا سرکار دوعالم خاتم النبیین ﷺ جہاں قرآن وحکمت کی تعلیم اور تلاوت قرآن کا طریقہ سکھانے تشریف لائے آپ نے لوگوں کے دلوں کو پاک کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔

قلب انسانی ایک بادشاہ کی طرح ہے اور باقی اعضا اس کے وزراء کی مثل ہیں اگر دل ہلاک ہوگا تو جسمانی اعضاء کا عمل صالحیت کا نمونہ ہوگا اور اگر دل یا نفس ناپاک ہو تو مختلف اعضاء سے سرزد ہونے والے اعمال پر رحمانی کے بجائے شیطانی ہونگے۔

اس کتاب میں حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتہم نے چالیس احادیث مبارکہ کی روشنی میں نفس اور اور اس کے متعلقات کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے اور امت

مسلمہ کی قلبی صفائی اور نفس مطمئنہ کی تیاری کے لیے ایک نسخہ کیمیاء عطا کیا ہے اللہ تعالی
محترم ڈاکٹر صاحب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء
دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
25 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 09 اپریل 2021

جامع المعقول والمنقول، فضیلۃ الشیخ، سید عمر بن سلیم الدباغ الاعظمی
سابق معلم، جامعہ امام اعظم ابی حنیفہ النعمان اعظمیہ، بغداد، عراق
شیخ الحدیث جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله القائل في كتابه العزيز قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا والصلاة والسلام الأتمان الأكملان على المبعوث بالتزكية والتعليم صاحب الخُلق العظيم الذي كان نبياً وآدم بين الماء والطين وعلى آله وصحبه المختارين وعلى التابعين لهم ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد:

فإن أمر التزكية أمر عظيم قد أناضه الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم حتى يكون هذا الأمر سبباً لطهارة المكلفين وقد كان صلى الله عليه وسلم يعلّم أصحابه وأمته ويذكرهم ويرغبهم بفعل الخيرات و يحذرهم من فعل المنكرات وهذا جانب عريض من أمر التزكية

ولأن التزكية باب عظيم يندرج تحته الكثير من المقامات والأحوال والأفعال كالمجاهدة والخلوة والتقوى والورع والزهد والخوف والرجاء والخشوع والتواضع والقناعة والشكر واليقين والصبر والمراقبة والعبودية والإستقامة والإخلاص والصدق والحياء وترك الحسد والغيبة ومخالفة النفس وترك الشهوات المهلكة ألا ذلك من أحوال معرفة النفس وتزكيتها وكل مقام من هذه المقامات أو الأحوال

وأكثرها قلبية يبيّن لنا بوضوح أن أمر التزكية شأنه خطير لا يستطيع العبد مجاوزته بالكلام أو التمني بل هو مما يُطلب بالمجاهدة ومخالفة النفس وقد تزل القدم في هذا المقام بغير صحبة العارفين بالله لذا كان الأمر الرباني بالكينونة مع الصالحين فيه من الحكمة ما لا يدركه إلا العاملون وإن هذا المقام قد فاضت أنواره على العارفين فكانوا خير من ولج في هذا المقام تهذيباً لنفوسهم ولنفوس المريدين بإرشادهم والآثار مليئة بأقوالهم التي حفرت في ذاكرة المسلمين منذ عهد الصحابة والتابعين إلى زمن العباسيين حيث اشتهر الأمر صار بالزهاد والعارفين إلى يومنا هذا وما هذه الرسالة لأخينا الفاضل الدكتور محمد سرفراز إلا نفحة من نفحات العارفين بالله ولأنه سلك طريق السادة النقشبندية وهي الطريقة التي اشتهرت برجال العلم والتزكية فقد أدلى بدلوه في هذا المقام جامعاً في هذا الباب أربعين حديثا إلى جانبها أغلب ما يتعلق بهذا المقام ويعين المريد للظفر به فجزاه الله خير الجزاء عن هذا العمل المبارك والحمد لله رب العالمين

الفقير الى رحمة ربه الأكرم السيد عمر بن سليم الدباغ الأعظمي

الإمام السابق بجامع الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان

الأعظمية بغداد العراق

میزانِ حروف : ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ رب العالمین نے ہمارے قلبی وروحی رفیق حضرت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی زید مجدہ کو اپنی، اپنے پیارے حبیب ﷺ اور مشاہیر واکابر اسلام کی محبت میں تڑپنے والا دل عطا فرمایا ہے وہ سلیم الفطرت انسان ہیں اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔اکابر واسلاف سے جڑے رہنے ہی میں عافیت کے فلسفے روحانیہ پر سختی سے کاربند ہیں۔ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی تکون کیساتھ وابستگی کو مسلمان کی دنیوی واخروی کامیابی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں خود جدید علوم سے آراستہ ہیں حافظ قرآن ہیں۔ عملی مسلمان ہیں۔ محض دعووں پر یقین نہیں رکھتے۔ان کی زندگی میں حددرجہ ڈسپلن ہے۔

ان کے وجود میں حقیقی مسلمان کی اعتقادی قدامت اور محب وطنی پاکستان کی جدّت جاگتی آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے۔وفاقی دارالحکومت اسلام اباد میں اپنی مستقل اقامت گاہ کے قیام سے پہلے اپنے ذاتی اہتمام سے خدا کا گھر بنایا۔اور اس کیلئے وسیع وعریض قطعہ اراضی خریدا۔ مسجد سے ملحق اپنی اقامت گاہ بنائی پھر شاندار لائبریری معرض وجود میں آئی۔ مسجد

ڈبل سٹوری ہے جہاں صفہ کی طرز پر طلابِ دین کی اقامت، تعلیم و تربیت کا انتظام بھی ہے اور ساتھ ہی تعلیمِ بالغاں کیلئے خانقاہ کا سلسلہ بھی۔ بیسیوں کمرے تعمیر کروا کر سالکین کی ضرورت کو پورا کیا۔ مسجد میں داخل ہو تو حرم نبوی کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے۔ مسجد نبوی کے تعمیراتِ حسن سے خیرات لے کر نقش و نگار قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ مین انٹرس پر ہی صاف ستھرے ماحول میں مستعد اور معتمد صوفیاء کا ایک دستہ ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ لنگر خانہ کا انتظام مضبوط ہاتھوں میں ہے جس کی براہ راست نگرانی خود ہمارے ممدوح کرتے ہیں اور ان کے تینوں فرزندگان اور دیگر ذمہ داران ان کے ابرو کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی تقریباً ساری دنیا گھومے ہیں اور اس گھوما گھامی کا مقصد سیر سپاٹے نہیں بلکہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ[1] پر عمل ہے یہی وجہ ہے ان کے دست مبارک پر نہ صرف غفلت و گناہ کی نحوستوں میں لتھڑے ہزاروں مسلمانوں نے گناہ کی زندگی سے بیعت توبہ کی سعادت حاصل کی بلکہ بے شمار غیر مسلموں نے اسلام کی دولت کو سمیٹا۔ وہ غیر مسلموں کو مسلمان کر کے مسلم مبلغین کی عمومی موجودہ روش کے مطابق چھوڑ نہیں دیتے بلکہ ان کے ساتھ مستقل بنیادوں پر مسلسل رابطہ رکھتے ہیں انہیں دینی ماحول

---

[1] النمل:69

فراہم کرتے ہیں اگر ضرورت ہو تو ان کی مشکلات کو خود اپنے ذمہ لے کر مسلم سماج میں ایڈجسٹ کرتے ہیں اور ان بہت ساری مثالوں پر راقم عینی شاہد ہے۔

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کی اس مسجد کے پہلو میں مہمانوں کیلئے ایک بڑا ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کی ایک منزل دارالمطالعہ ہے دنیا بھر کا لٹریچر اس دارالمطالعہ میں سمو دیا گیا ہے۔ ایک بہترین کانفرنس ہال بھی ہے اور مطالعہ کا اعلیٰ ماحول فراہم کیا گیا ہے۔اس کے باہر فرنٹ لائن میں سلاسلِ روحانیہ کے اکابر اور اسلاف کے مقابر و مزارات کی عکس بندی نہایت دیدہ زیب انداز سے محفوظ کر دی گئی ہے جس کی پہلی نظر میں تاثیر روح تک اتر جاتی ہے۔وہاں مجھے معروف نعت نگار عمران نقوی مرحوم کا شعر یاد آتا ہے کہ

زندگی اصل میں جینے کی طرف جاتی ہے　　　یہ جو اک راہ مدینہ کی طرف جاتی ہے

یہ محض ایک شعر نہیں بلکہ وہاں ماحول کو دیکھ کر قلبی کیفیت کا اظہار یہ بن جاتا ہے۔ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب پیکر اخلاص بھی ہے اور منبع حسنات بھی۔ہر شخص کیساتھ پر اس کی سطح پر بات کرتے ہیں۔ عجز و انکسار بھی حد درجہ ہے اور ڈبل گیم کرنے والوں کیساتھ ان کی شدت اور لہجہ کی ترشی بھی دیدنی ہوتی ہے۔راقم نے ایک رفیق کی حیثیت سے یہ سرد گرم اثر دیکھے ہیں۔بقول اقبال

جو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ان کی زندگی میں حال بھی ہے اور قال بھی ہے۔ وہ بہترین خطیب و مصلح بھی ہیں، طبیب روحانی بھی ہیں اور ماہر نفسیات ڈاکٹر بھی ہیں ہمیشہ آپ کے حلقہ میں مخلصین کی تعداد کا غلبہ رہتا ہے۔ ایثار کا جذبہ انہیں وافر مقدار میں ودیعت ہوا ہے۔

ان تمام عنایات پر غور و فکر سے مجھے قرآن کریم کا وہ مبارک فلسفہ ذہن میں اترتا ہے سورۃ مریم میں اللہ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا[1]

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن (دلوں میں) محبت (پیدا) کردے گا۔ تو (پس اے میرے حبیب ﷺ) ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان (کرکے آپؐ کی زبان میں اسلئے نازل) فرمایا کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو (ہٹ دھرم، ضدی) لوگوں کو اس سے ڈر سناؤ۔

---

[1] المریم: 97

توڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کو قدرت نے اس ایمان و عمل اور خلوص و نسبت کا فیض عطا کیا ہے ۔اس وقت انہوں نے احادیث نبوی سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے الاربعین کے جمع و اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور میرے سامنے ان کا مجموعہ ''الاربعین فی معرفۃ النفس و تزکیتھا'' نفس کی پہچان اور تزکیہ (چالیس احادیث کی روشنی میں) موجود ہے۔دراصل یہ ایک کامیاب عملی مسلمان بننے کیلئے نصاب ہے اور احادیث نبوی کی روشنی میں تفہیم مسئلہ کا پورا اہتمام ہے۔ جسے کامل یکسوئی سے پڑھنے، سمجھنے اور اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔یہ کتاب اعتقادی اور عملی دونوں جہتوں میں طریقت وروحانیت کے چاروں سلاسل کے اصول بھی وضع کرتی ہے۔

حضور پر نور غوث الثقلین، محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مرشدنا الشیخ السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں نفس انسانی کی دو حالتیں ہیں ایک حالت تو راحت و آرام کی ہے اور دوسری عسرت و مصیبت کی ہے انسان ان دونوں حالتوں میں آزمایا جاتا ہے کہ بندہ اپنے رب کا کس قدر مطیع اور فرمانبردار رہتا ہے۔ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے کہ انسان جب راحت و نعمت پالیتا ہے تو غفلت و معیت میں پڑ کر اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے

اور جب مصائب میں ہوتا ہے تو ناشکری اور شکوہ و شکایت پر اتر آتا ہے اور یہ نفسِ انسانی کی کمزوری ہے بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا کہ

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا و عقبیٰ میں عزت و آبرو اور سلامتی کا خواستگار ہو اسے چاہیے کہ وہ ہر حال میں صبر و تحمل کا راستہ اختیار کرے رضائے الٰہی پر مطمئن رہے صبر و شاکر زندگی بسر کرے اور نفس کے وسوسے سے نجات پائے۔

میں اس مبارک کتاب کی جمع و تدوین اور اشاعت و ترسیل کا خیر مقدم کرتے ہوئے مکرمی ڈاکٹر صاحب کو ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں اور ان کیلئے ربّ کریم سے ہمیشہ ایسی توفیقات کی ارزانی کی دعا کرتا ہوں۔

غبار راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

13 رمضان 1442ھ بمطابق 26 اپریل 2021

پیش لفظ

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ

غوث زماں طبیب روحاں شیخ المشائخ ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ نے سالکین کو نفس کی تربیت پر ملفوظات بیان کرتے ہوئے مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ نفس پر کچھ لکھ دیا جائے سالکین کی کامیابی کیلئے نفس کو سمجھنا بہت ضروری ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی روشنی میں ایک مسودہ تیار ہو جائے تانکہ بعد میں آنے والے لوگوں کو بھی فائدہ ہو۔

اور اس موضوع پر وہی صحیح حقیقی معنوں میں کام کر سکتا تھا جس نے حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خوفِ نفس کی تربیت حاصل کی ہو اور مکتوبات کو سمجھا ہو ۔پھر میں نے مناسب سمجھا کہ ڈاکٹر کرنل حافظ محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب زیدہ مجدہ سے گزارش کی جائے تو وہی یہ کام اس اسلوب سے کر سکتے ہیں جو سرکار مبارک کا مقصد

ہے اور ڈاکٹر صاحب سے ان کے گھر میں حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی اس موضوع پر کئی مرتبہ گفتگو بھی ہوئی تھی۔ الحمدللہ ڈاکٹر صاحب نے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور انتہائی منفرد انداز میں کام کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی فاروق احمد محمدی سیفی

مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

حرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ سَرۡمَدًا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ

اَصۡحَابِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَکَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ[1]

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

یعنی تمام مخلوقات سے افضل کیا۔ حسن ظاہر حسن باطن، نسب عالی، نبیوں کی امامت، کتاب، حکمت، علم، شفاعت، حوض کوثر، مقام محمود، کثرت امت، اعداء دین پر غلبہ، غرضیکہ بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں سب آپ ﷺ کو عطا فرمائیں۔

جب کہ دوسری طرف ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

[1] الکوثر:1

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ[1]

ترجمہ: تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔

اگر کائنات میں اللہ تعالی کی بنائی ہوئی اشیاء کو دیکھیں تو انسان کی عقل اور گنتی عاجز آجاتی ہے۔ نباتات، حیوانات، جمادات وغیرہ اربوں کھربوں اشیاء قلیل ہیں اور جو فضائل و کمالات، نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں وہ کثیر اور در کثیر ہیں۔

فضائل اور کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ایک علمی، دوسرے عملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں میں خیر کثیر رکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو کمال علمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا[2]

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

[1] النساء:77

[2] النساء:113

اس طرح کمالات عملی کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی یوں ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1]

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

اس آیت میں آپ کے خلق، سیرت کردار کو عظیم فرمایا۔

تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا　　　　تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم　　　　کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شاہا

قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ[2]

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ میں نے کہا: ام المومنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق مبارک کے بارے میں بتایئے۔ انھوں نے کہا: کیا تم قرآن نہیں

[1] القلم:4

[2] اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب جامع صلاة اللیل، ومن نام عنه او مرض

پڑھتے؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! انھوں نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہی تھا (آپ کی سیرت و کردار قرآن کا عملی نمونہ تھی)۔ اور قرآن عظیم الشان اپنے اندر عجائب غیر محدود رکھتا ہے۔ جو قلب اطہر مبارک کا حصہ ہے۔

بلاشبہ آپ ﷺ کی ذات عظیم احسان خداوندی ہے جس کے طفیل بنی نوع انسان کو ہر طرح کی نعمت اور کمال علمی اور عملی ملتا ہے۔ اور یہ اپنے پیدا ہونے کا مقصد پورا کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی نسبت مبارکہ سے جن لوگوں کو یہ کمالات ملے وہ "اصحاب" کہلائے جن کی مثل بعد میں ملنا ممکن نہیں۔ امام اہلسنت نے انہیں نجم کہہ کر بات ختم کردی۔ آپ ﷺ کی نسبت مبارکہ نے ان کے نفوس کا تزکیہ اور قلوب کا تصفیہ فرما کر ان کو بندگی اور خلق میں ایسا نمونہ بنادیا جن کی مثال ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے چودہ / پندرہ مرتبہ قرآن پاک میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ[1] ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ کے الفاظ سے یاد فرمایا۔ ان نفوس قدسیہ کو روشنی

---

[1] المائدہ: 119

سِرَاجًا مُّنِیْرًا[1] ترجمہ: چمکا دینے والا آفتاب ﷺ کے قلب اطہر سے میسر آئی تھی جسے

اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

قیامت تک یہ نور کا باڑہ بٹتا رہے گا۔ حضور ﷺ کے غلاموں کے ذریعے۔ارشاد باری

تعالیٰ ہے،

مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا[2]

ترجمہ: اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

سَیَكُونُ بَعْدِی خُلَفَاءُ ، یَعْمَلُونَ بِمَا یَعْلَمُونَ ، وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ[3]

---

[1] الاحزاب:46

[2] النساء:69

[3] سلسلہ احادیث صحیحہ، الخلافۃ و البیعۃ و الطاعۃ و الامارۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے خلفا ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کریں گے اور انہیں جو حکم دیا جائے اسے سرانجام دیں گے۔

اپنے مرشد کریم کی نسبت کے صدقے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[1] (ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) کے مطابق فقیر ''الاربعین معرفۃ النفس تزکیتھا'' کے عنوان سے چالیس احادیث جمع کرنے کی سعی کرتا ہے، جو شفاعت کا ذریعہ بنے اور پڑھنے والوں کو مرشد کریم کی نسبت کے طفیل اس جہاں میں اپنے آنے کا مقصد پورا کرنے والا بنائے اور آخرت میں نجات کا سبب بنے۔

آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد سرفراز

الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

---

[1] الحشر:7

تزکیہ نفس و تصفیہ قلب۔ چالیس احادیث

تزکیہ نفس کی فضیلت واہمیت

1. عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَوْمٌ غُزَاةٌ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ قِيْلَ وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جہاد اصغر (جہاد بالسیف) سے جہاد اکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہاد اکبر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔

2. عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِي ذَاتِ اللهِ[2]

---

[1] البیہقی فی الزھد الکبیر/165

[2] أبونعیم الأصبهاني فی حلیۃ الأولیاء وطبقات الاصفیاء، 2/249

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کون سا جہاد سب سے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے نفس اور خواہشات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

3. عَنْ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ[1]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر میت کے عمل کا سلسلہ بند کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کے راستے میں سرحد کی پاسبانی کرتے ہوئے مرے، تو اس کا عمل قیامت کے دن تک

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب فضائل الجہاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

بڑھایا جاتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ سے مامون رہے گا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

4. عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ[1]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: کیا میں تم کو مؤمن کے بارے میں نہ بتلا دوں، مؤمن وہ ہے کہ لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے معاملے میں جس سے امن میں رہیں، مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کردے۔

[1] أحمد فی المسند باقی مسند الأنصار

5. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُمْ قَالَ قُلْنَا الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَيْسَ بِذَلِكَ وَلَكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پہلوان کسے سمجھتے ہو؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: پہلوان وہ شخص نہیں ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھ سکے (یعنی اپنے غیض و غضب کو ضبط کرکے نفس کو پچھاڑ دے)۔

6. عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب

زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا[1]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں تمہیں اسی طرح بتاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، آپ فرماتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، عاجز ہو جانے، سستی، بزدلی، بخل، سخت بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے۔ اے اللہ! میرے دل کو تقویٰ دے، اس کو پاکیزہ کر دے، تو ہی اس (دل) کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا رکھوالا اور اس کا مدد گار ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو کوئی فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جو (تیرے آگے) جھک کر مطمئن نہ ہوتا ہو اور ایسے من سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جسے شرف قبولیت نصیب نہ ہو۔

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ

7. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ... قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصیبت زدہ وپریشان حال کے لیے یہ دعا ہے: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ (اے اللہ! میں تیری ہی رحمت چاہتا ہوں، تو مجھے ایک لمحہ بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا، اور میرے تمام کام درست فرمادے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔)

تصفیہ قلب کی فضیلت واہمیت

8. عَنِ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ

[1] أبو داود في السنن كتاب الأدب باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي

أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا

فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الإیمان، باب فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

9. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے (سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے) اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ 'ران' (زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ نے اس آیت {كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ} میں کیا ہے۔

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

10. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ قَالُوا صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ[1]

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ کون سا آدمی افضل ہے آپ نے فرمایا ہر صاف دل والا صحابہ نے عرض کیا سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں۔ صاف دل والا کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا پرہیزگار پاک باز جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو نہ زیادتی نہ کینہ نہ حسد

11. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِي يَا بُنَيَّ

---

[1] ابن ماجہ فی السنن، کتاب الزھد، بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى

وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح وشام تم اس طرح گزارے کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے بھی کھوٹ (بغض، حسد، کینہ وغیرہ) نہ ہو تو ایسا کر لیا کرو، پھر آپ نے فرمایا: میرے بیٹے! ایسا کرنا میری سنت (اور میرا طریقہ) ہے، اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔

12. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ[2]

---

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ

[2] مسلم فی الصحیح، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا وأھلہا، باب يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جنت میں ایسی قومیں (امتیں جماعتیں) داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔

13. عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے: یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك (اے دلوں کے الٹنے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ)۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم لوگ آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئے کیا آپ کو ہمارے سلسلے میں

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب القدر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرَّحْمَنِ

اندیشہ رہتا ہے؟آپ نے فرمایا: ہاں، لوگوں کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسا چاہتا ہے انہیں الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

14. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ... قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَمِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ شِمَالِي نُورًا، وَمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُورًا، وَمِنْ خَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میرے کان میں نور پیدا فرما اور میری آنکھ میں نور پیدا فرما اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے اور میرے دائیں نور کردے اور میرے بائیں نور کردے اور میرے آگے نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے اندر نور کردے اور میرے نور کو عظیم کردے۔

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ

15. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام سے پرہیز کرو اس لیے کہ ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہو گا۔

16. عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ قَالَ فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ قَالَ وَمَا الْإِيمَانُ قَالَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ[2]

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه النهی عن كثرة الكلام بغير ذكر الله

[2] أحمد فی المسند، مسند الشاميين، حديث عمرو بن عبسة رضی الله تعالى عنه

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جائے اور دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان۔ ایک روایت میں ہے: اچھا اخلاق۔ اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لائے۔

17. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُلُوبُ أَرْبَعَةٌ قَلْبٌ أَجْرَدُ فِيهِ مِثْلُ السِّرَاجِ يُزْهِرُ وَقَلْبٌ أَغْلَفُ مَرْبُوطٌ عَلَى غِلَافِهِ وَقَلْبٌ مَنْكُوسٌ وَقَلْبٌ مُصْفَحٌ فَأَمَّا الْقَلْبُ الْأَجْرَدُ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُهُ فِيهِ نُورُهُ وَأَمَّا الْقَلْبُ الْأَغْلَفُ فَقَلْبُ الْكَافِرِ وَأَمَّا الْقَلْبُ الْمَنْكُوسُ فَقَلْبُ الْمُنَافِقِ عَرَفَ ثُمَّ أَنْكَرَ وَأَمَّا الْقَلْبُ الْمُصْفَحُ فَقَلْبٌ فِيهِ إِيمَانٌ وَنِفَاقٌ فَمَثَلُ الْإِيمَانِ

فِيهِ كَمَثَلِ الْبَقْلَةِ يَمُدُّهَا الْمَاءُ الطَّيِّبُ وَمَثَلُ النِّفَاقِ فِيهِ كَمَثَلِ الْقُرْحَةِ يَمُدُّهَا الْقَيْحُ وَالدَّمُ فَأَيُّ الْمَدَّتَيْنِ غَلَبَتْ عَلَى الْأُخْرَى غَلَبَتْ عَلَيْهِ[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دل چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) خالص اور صاف دل، جو چراغ کی طرح روشن ہوتا ہے، (۲) پردے میں بند دل، جس سے پردہ ہٹ ہی نہیں سکتا، (۳) الٹا کیا ہوا دل اور (۴) دورُخا دل۔ان کی تفصیل یہ ہے: صاف دل سے مراد مومن کا دل ہے، اس کا چراغ اس کا نور ہے، پردے میں بند دل کافر کا ہوتا ہے، الٹا ہوا دل اس منافق کا ھوتا ہے، جوحق کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اس کاانکار کردیتا ہے اور دورُخا دل وہ ھوتا ہے، جس کے اندر ایمان بھی ھو اور نفاق بھی، اس میں ایمان کی مثال سبزی کیسی ہے کہ پاکیزہ پانی جس کو بڑھاتا ھے اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی سی ہے کہ جو پیپ اور خون کی وجہ سے بڑھتا ہے، ان دو میں سے جس کی بڑھوتری غالب آجاتی ہے، سو وہ غالب رہتی ہے۔

[1] أحمد في المسند، باقي مسند المكثرين

18. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَخْلَقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ الْخَلِقُ فَاسْأَلُوا اللهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِكُمْ[1]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اندر ایمان پرانے کپڑے کی طرح بوسیدہ ہوتا رہتا ہے، اس لئے اللہ تعالی سے اپنے دلوں میں ایمان تازہ رہنے کی دعا کیا کرو۔

19. عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ خُلُقٌ حَسَنٌ وَشَرٌّ مَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ قَلْبُ سُوْءٍ فِي صُورَةٍ حَسَنَةٍ[2]

قبیلہ جھینہ کے ایک آدمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو سب سے بہتر چیز عطا کی گئی وہ اچھا اخلاق ہے۔ اور بری چیز جو آدمی کو عطا کی گئی وہ خوبصورت چہرے میں برا دل ہے۔

[1] الحاکم فی المستدرك، کتاب الایمان

[2] ابن أبی شیبۃ فی المصنف، کتاب الأدب، باب ما ذکر فی حسن الخلق وکراھیۃ الفحش

20. عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لَا يَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا يَاْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا، جب تک اُس کا دل درست نہیں ہوتا اور کسی کا دل اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا، جب تک اس کی زبان راہِ راست پر نہیں آجاتی اور ایسا شخص تو جنت میں داخل نہیں ہو گا کہ جس کے شرور سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوتا۔

21. عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم إِنَّمَا سُمِّيَ الْقَلْبُ مِنْ تَقَلُّبِهِ إِنَّمَا مَثَلُ الْقَلْبِ كَمَثَلِ رِيشَةٍ مُعَلَّقَةٍ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ[2]

[1] احمد فی المسند، مسند انس بن مالک

[2] أحمد فی المسند، مسند الکوفیین

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (عربی میں دل کو) قلب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے، دل کی مثال درخت کے تنے کے ساتھ لٹکے ہوئے پر کی مانند ہے، جس کو ہوا سیدھا اور الٹا کرتی رہتی ہے۔

22. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے دعا مانگو اور اس یقین کے ساتھ مانگو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہو گی، اور (اچھی طرح) جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہی اور بے توجہی سے مانگی ہوئی غفلت اور لہو لعب میں مبتلا دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی ایجاب الدعاء بتقدیم الحمد والثناء والصلاۃ علی النبیا قلبه

23. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے

نفس کی برائی: حسد

24. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بلاشبہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو (یا فرمایا جیسے آگ گھاس کو) کھا جاتی ہے۔

[1] ابن ماجہ فی السنن، کتاب الزھد، بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ

[2] أبوداود فی السنن، کتاب الأدب، باب فِي الْحَسَدِ

25. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مومن کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بخل اور ایمان کبھی بھی کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہوں گے۔

26. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ

[1] النسائی فی السنن، کتاب الجهاد، باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى قَدَمِهِ

التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کے لیے دھوکے سے قیمتیں نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے بن جاؤ جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا، (پھر فرمایا): کسی آدمی کے برے ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہیں۔

---

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ

نفس کی برائی: بغض و کینہ

27. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا، اس بندے کے سوا جس کی اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے: ان دونوں کو مہلت دو حتی کہ یہ صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دو حتی کہ یہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کو مہلت دو حتی کہ یہ صلح کر لیں (اور صلح کے بعد ان کی بھی بخشش کر دی جائے)۔

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النَّهْيِ عَنِ الشَّحْنَاءِ، وَالتَّهَاجُرِ

28. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کی بابت کوئی بات نہ پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس سلیم الصدر آؤں۔

29. عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَاكُمْ لَكُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ[2]

---

[1] أبوداود فی السنن، کتاب الأدب، باب فِي رَفْعِ الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْلِسِ

[2] الترمذی فی الجامع، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ، باب فضل کلی قریب هین سهل

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اندر اگلی امتوں کا ایک مرض گھس آیا ہے اور یہ حسد اور بغض کی بیماری ہے، یہ مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کا بال مونڈنے والی ہے بلکہ دین مونڈنے والی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ جنت میں نہیں داخل ہوگے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، اور کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں جس سے تمہارے درمیان محبت قائم ہو: تم سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔

نفس کی برائی: تکبر

30. عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں

[1] ابن ماجه في السنن، كتاب الزهد، بَابُ الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعِ

جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی ایمان ہو گا وہ جہنم میں
نہیں جائے گا۔

31. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند۔ تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

32. عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ[2]

---

[1] ابوداؤد فی السنن کتاب اللباس باب مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ

[2] ابوداؤد فی السنن کتاب الأدب باب فِي التَّوَاضُعِ

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے

33. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا

نفس کی برائی: بخل

34. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا[2]

---

[1] البخاری فی الصحیح کتاب اللباس باب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ

[2] النسائی فی السنن، کتاب الجهاد، باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى قَدَمِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی ایک آدمی کے چہرے میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اور بخل اور ایمان بھی کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔

35. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے اندر دو خصلتیں بخل اور بداخلاقی جمع نہیں ہو سکتیں۔

36. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخَلِ وَالْهَرَمِ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی اور بڑھاپے سے

[1] الترمذی فی الجامع، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الْبُخْلِ

[2] ابوداؤد فی السنن کتاب الحروف والقراءات

نفس کی برائی: ریاکاری

37. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ رَائَى رَائَى اللهُ[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی لوگوں کے دکھاوے کے لئے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ریاکاروں کی سزا دے گا۔

38. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنْ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک والوں کے شرک سے بے پرواہوں جو آدمی میرے

---

[1] مسلم فی الصحیح کتاب الزهد والرقائق باب مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ

[2] مسلم فی الصحیح کتاب الزهد والرقائق باب مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ

لئے کوئی ایسا کام کرے کہ جس میں میرے علاوہ کوئی میرا شریک ہو تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

39. تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ أَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا

تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگ دور ہوگئے تو ان سے اہل شام میں سے ناتل نامی آدمی نے کہا اے شیخ آپ ہمیں ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لئے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے تحقیق! وہ کہا جا چکا پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن

[1] مسلم فی الصحیح کتاب الإمارة باب مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ

کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن مجید پڑھا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کیا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تحقیق! وہ کہا جا چکا پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

40. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔

[1] ابوداؤد فی السنن کتاب العلم باب فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ[1]

ترجمہ: اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر کہ وہ عبادت کریں۔

یعنی انسان اور جن ہی کو اللہ تعالیٰ نے اور کسی کام کے لئے نہیں بنایا بلکہ صرف اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے۔ انسان اپنے اس مقصد کو پورا کرنے میں رکاوٹ بھی خود ہی ہے۔ اور یہ رکاوٹ اپنے آپ یعنی کہ اپنے نفس کی وجہ سے ہے حالانکہ اس کے بنانے والے نے اس کے لئے اتنی نعمتیں بنائی ہیں جو اس کی گنتی اور شمار میں نہیں آتیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا ؕ[2]

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے۔

کہ اے بندے! تو ان کو شمار بھی نہیں کر سکتا، شجر و حجر ہوں یا چرند و پرند زمین کے نیچے کی تمام تر اشیاء ہوں یا اس کے اوپر کی تمام تر، پانی کے اندر کی ہوں یا باہر کی، زمین پر ہوں یا

[1] الذاریات: 56

[2] النحل: 18

فضا میں اس بندے کے لئے پیدا فرمائیں۔اور یہ تمام اشیاء انسان کے مانگے بغیر اللہ تعالی نے انسان کے لئے بنائی ہیں۔جو مالک اس کے مانگے بغیر اس کو اتنا کچھ دینے والا ہے وہ اس کو مانگنے پر کیوں نہیں دینے والا ہو گا لیکن یہ اپنے مالک سے دور اپنے آپ کی وجہ سے ہے۔سب سے بڑا غیر یہ خود ہے۔اس کو اپنے مالک کی اطاعت میں ڈھلنے کے لئے اس کا اپنا آپ جو غیر ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔یہی اس نفس انسان کا شر ہے۔ کیونکہ اس کی سرشت کے اندر لاأبالا پن اپنی مرضی،اپنی طبیعت اور مزاج موجود ہے۔اس لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[1]

ترجمہ: بیشک وہ اپنی جان مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

اور فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ[2]

ترجمہ: یقیناً ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔

---

[1] الاحزاب: 72

[2] البلد: 4

انسان ہر وقت صرف اپنی مرضی اپنی چاہت اور اپنے مزاج کو ہی، اپنے وہم وخیال، سوچ و فکر اور قلب و دماغ کا قبلہ بنائے ہوئے ہوتا ہے۔ مگر اللہ کی طرف سے تمام ہدایات جو حقیقی معنوں میں اسکی زندگی منشاء الٰہی کے مطابق گزارنے کیلئے ضروری ہیں یہ ان ہدایات سے اسی نفس کی وجہ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ اللہ نے مخلوق کے ساتھ اپنی محبت کے جذبے کی وجہ سے انسان تک ان ہدایات کے پہنچانے کا بھی انتظام خاص فرمایا اس کی ہدایت کیلئے استاذ، رہبر اور رہنما کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی صورت میں بھیجے۔ جن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنی معرفت رکھی ہوئی تھی اور وہ اس انسان کا تعلق اپنے مالک سے بنانے کے لئے آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور جن کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت فرمایا ہے اور صرف ان دو چیزوں انسان اور جن میں ہی نفس موجود ہے جبکہ ہر چیز روح کی وجہ سے زندہ ہے حتیٰ کہ نفس بھی روح کی وجہ سے زندہ ہے۔ صرف انسان اور جن کے اندر نفس اپنی امارگی کے ساتھ موجود ہے۔

قرآن مجید میں نفس کے معنی

قرآن مجید میں نفس کا لفظ مختلف مقامات پر مختلف معنیٰ میں ذکر کیا گیا ہے کم و بیش ۲۸۰ آیات میں ۲۹۵ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔

نفس بمعنیٰ جان

1. وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ[1]

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ (کافر کے لئے) کوئی سفارش مانی جائے اور کچھ لے کر (اس کی) جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو۔

2. وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ[2]

[1] البقرۃ: 48

[2] البقرۃ: 123

ترجمہ: اور ڈرو اس دن جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ اسکو لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو۔

3. ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور نہ ان پر ظلم ہو گا۔

4. وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ[2]

ترجمہ: اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر (بلکل پوری) دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

5. لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا[3]

ترجمہ: کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر۔

6. يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا[4]

ترجمہ: جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گا۔

---

[1] البقرة: 281

[2] آل عمران: 25

[3] البقرة: 233

[4] آل عمران: 30

7. وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[1]

ترجمہ: اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی۔

8. كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ[2]

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھروگے۔

9. كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَّاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ[3]

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔

10. اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا[4]

ترجمہ: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

---

[1] آل عمران: 145

[2] العنکبوت: 57

[3] الانبیاء: 35

[4] المائدۃ: 32

11. كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ

وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ [1]

ترجمہ: اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

12. وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ [2]

ترجمہ: اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی۔

13. هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا [3]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔

[1] المائدۃ: 45

[2] الانعام: 70

[3] الاعراف: 189

نفس بمعنی دل، ضمیر

14. اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا[1]

ترجمہ: ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کرلی۔

15. فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا[2]

ترجمہ: پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ

رچتا پچتا (خوشگوار ہضم ہوتا)۔

16. وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[3]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (گڑگڑاتے) اور ڈر سے اور بے

آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

---

[1] الیوسف: 68

[2] النساء: 4

[3] الاعراف: 205

نفس بمعنی شخص

17. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[1]

ترجمہ: اللہ کسی جان (شخص) پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

18. اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ[2]

ترجمہ: بیشک جس نے کوئی جان (شخص) قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے۔

19. وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ[3]

ترجمہ: اور جب تم نے ایک (شخص کا) خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔

---

[1] البقرۃ: 286

[2] المائدۃ: 32

[3] البقرۃ: 72

20. وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا[1]

ترجمہ: اور تو نے ایک جان (شخص) کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے خوب جانچ لیا۔

21. وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[2]

ترجمہ: اور ہر گز اللہ کسی جان (شخص) کو مہلت نہ دیگا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

نفسک بمعنٰی تیری ذات، تیری جان

22. وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[3]

ترجمہ: اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

23. فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ[4]

---

[1] طٰہٰ: 40

[2] المنافقون: 11

[3] النساء: 79

[4] النساء: 84

ترجمہ: تو اے محبوب! اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم
کی۔

24. لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ[1]

ترجمہ: کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

25. فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا[2]

ترجمہ: تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ
لائے غم سے۔

26. وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ[3]

ترجمہ: اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔

---

[1] الشعراء: 4

[2] الکہف: 6

[3] الاحزاب: 37

نفسہ بمعنی اس کی ذات

27. وَمَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ[1]

ترجمہ: اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے۔

28. وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ[2]

ترجمہ: اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

29. وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ[3]

ترجمہ: اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

30. وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسه[4]

ترجمہ: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

31. كَتَبَ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ[5]

ترجمہ: اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے۔

[1] البقرۃ: 130

[2] البقرۃ: 231

[3] آل عمران: 30

[4] آل عمران: 28

[5] الانعام: 12

نفسھا بمعنٰی اسکی ذات

32. يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

33. وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ[2]

ترجمہ: اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان (ذات) نبی کی نذر کرے۔

نفسی بمعنٰی میری ذات

34. قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ[3]

ترجمہ: موسٰی نے عرض کی: اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا۔

---

[1] النحل: 111

[2] الاحزاب: 50

[3] المائدۃ: 25

35. تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ[1]

ترجمہ: تو جانتا ہے جو میرے جی (ذات) میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

36. وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ[2]

ترجمہ: اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

37. قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ[3]

ترجمہ: عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا۔

38. وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ[4]

ترجمہ: اور میرے جی کو یہی بھلا لگا۔

---

[1] المائدۃ: 116

[2] طٰہٰ: 41

[3] القصص: 16

[4] طٰہٰ: 96

احادیث مبارکہ میں نفس کے معنی

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ نفس مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

نفس بمعنی دل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الغِنَى عَنْ كَثْرَةِ العَرَضِ، وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

نفس بمعنی روح اور جان

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اخْرُجِي حَمِيدَةً وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هَذَا فَيَقُولُونَ فُلَانٌ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس

الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُدْخُلِي حَمِيدَةً وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالَ اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ اخْرُجِي ذَمِيمَةً وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَلَا يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هَذَا فَيُقَالُ فُلَانٌ فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ ارْجِعِي ذَمِيمَةً فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب الوفات آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر آدمی نیک ہو تو وہ کہتے ہیں نکل اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی۔ نکل تو قابل تعریف ہے۔ تجھے خوشخبری ہو تو رحمت اور خوشبو کی (نعمتوں کی) اور اس رب سے (ملاقات) کی جو ناراض نہیں اسے برابر اسی طرح کہا جاتا ہے۔ حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ (فرشتے) اسے آسمان کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں۔ تو اس کے لئے دروازہ کھول

---

[1] اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الزهد، باب الذكر الموت والاستعداد له

دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ یہ کون ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں شخص ہے۔ تب کہا جاتا ہے۔ خوش آمدید پاک روح کو جو پاک جسم میں تھی۔ داخل ہو جا تو قابل تعریف ہے۔ اور تجھے خوشخبری ہے۔ رحمت اور خوشبو کی اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے۔ حتی کہ اسے لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں۔ جس پر اللہ عزوجل کی ذات اقدس ہے اگر (مرنے والا) آدمی برا ہے۔ تو فرشتہ کہتا ہے۔ نکل اے خبیث روح جو گندے جسم میں تھی۔ نکل تو قابل مذمت ہے تجھے خوشخبری ہو کھولتے ہوئے پانی کی پیپ کی اور دوسرے اس کے مختلف عذابوں کی۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے لئے دروازہ نہیں کھلتا۔ کہا جاتا ہے۔ یہ کون ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اس ناپاک روح کو کوئی خوش آمدید نہیں۔ جو ناپاک جسم میں تھی۔ واپس ہو جا قابل مذمت ہو کر۔ تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ تب اسے آسمان سے واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اور وہ قبر میں آ پہنچتی ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار احادیث میں "والذی نفسی بیدہ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس وقت بھی نفس سے مراد "جان" ہوتا ہے۔

نفس بمعنی خون

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَلْمَانَ: يَا سَلْمَانُ، أَيُّمَا طَعَامٍ أَوْ شَرَابٍ مَاتَتْ فِيهِ دَابَّةٌ لَيْسَتْ لَهَا نَفْسٌ سَائِلَةٌ، فَهُوَ الْحَلَالُ: أَكْلُهُ، وَشُرْبُهُ، وَوُضُوءُهُ[1]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے سلمان! جس کھانے یا پانی میں کوئی ایسا جانور مرے جس میں خون نہ ہو، اس کا کھانا، پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔

نفس بمعنی شخص یا انسان

اور حدیث مبارکہ میں بھی نفس ان الفاظ کے ساتھ بمعنی شخص اور انسان استعمال ہوا ہے۔

[1] المغنی۔الصفحہ او الرقم:1/60

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پڑھا: أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (بے شک جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ ہے)۔[1]

[1] اخرجہ ترمذی فی السنن، ابواب القراءات عن الرسول اللہ ﷺ، باب فی فاتحۃ الکتاب

لغتِ عرب میں نفس کے معنیٰ

عربی زبان میں نفس کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں سے چند معانی درج ذیل ہیں۔

1. نفس بمعنیٰ روح: کہا جاتا ہے "خرجت نفسہ" یعنی اس کی روح نکل گئی۔
2. نفس بمعنیٰ جان: کہا جاتا ہے "جاد بنفسہ" یعنی وہ مر گیا، اس نے جان دیدی
3. نفس بمعنیٰ خون: کہا جاتا ہے "دفق نفسہ" یعنی اس نے خون ڈالا۔
4. نفس بمعنیٰ ذات: کہا جاتا ہے "جاء ھو نفسہ او بنفسہ" یعنی وہی آیا وہ خود آیا۔
5. نفس بمعنیٰ عین: کہا جاتا ہے "رایت نفس الشئی" میں نے بعینہ یہی چیز دیکھی۔
6. نفس بمعنیٰ جسم: کہا جاتا ہے "فلان عظیم النفس" فلاں بڑے جسم والا ہے۔
7. نفس بمعنیٰ دل: کہا جاتا ہے "ھو واسع النفس" وہ فراخ دل ہے۔
8. نفس بمعنیٰ ظرف: کہا جاتا ہے "ھو وسیع النفس" وہ وسیع ظرف والا ہے۔
9. نفس بمعنیٰ حوصلہ: کہا جاتا ہے "ھو عالی النفس" وہ بلند حوصلے والا ہے۔

10. نفس بمعنیٰ خودداری: کہا جاتا ہے "لیس لہ نفس" اس میں خودداری نہیں ہے

11. نفس بمعنیٰ شخص: کہا جاتا ہے "رایت نفساً" میں ایک شخص کو دیکھا۔

12. نفس بمعنیٰ ارادہ، خواہش: کہا جاتا ہے "فی نفسی ان افعل کذا" میرا ایسے کرنے کا ارادہ یا خواہش ہے۔

13. نفس بمعنیٰ ضمیر: کہا جاتا ہے "غثت نفسہ" اس کا جی متلایا۔

نفس کی تعریف

قرآن و حدیث اور لغت سے یہ بات واضح ہوئی کہ نفس ہی اصل انسان ہے اور یہی انسان سے صادر ہونے والے اقوال اور افعال کا موجب ہوتا ہے۔ نفس ہی کی وجہ سے انسان تمام افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ علم و عقل اسی کا حصہ ہیں۔ انسان کی شخصیت اور کردار اسی سے بنتا ہے۔ اور انسان کے قول اور فعل اسکی شخصیت اور کردار کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

یہ اللہ کی محبوب ترین مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ آج نفس کو مطعون کرنا عام ہے اور نام نہاد تصوف کی کتب و تعلیمات میں نفس کو قتل کرنے، مارنے اور ذلیل کرنے کی باتیں عام کہی جاتی ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے: میرا جی (نفس، اپنا آپ) خبیث ہو گیا ہے، بلکہ یہ کہے: میرا نفس سست ہو گیا ہے۔

---

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا، باب کراھۃ قول الانسان خبثت نفسی

یعنی اس نفس کو برا بھلا مت کہو یہ نفس بذات خود اپنی بنیاد کے اندر جس مادے (Material) سے بنا ہوا ہے اسکی خصلتیں رکھتا ہے۔ اسی نفس نے ہی اطاعت کر کے بندگی کی منازل کو طے کر کے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔ کہیں اس نفس کو مارنے کی باتیں آتی ہیں کہیں پر ہلاک کرنے کی باتیں آتی ہیں۔ اس کو سدھارنے کی باتیں صرف اس کو بنانے والا مالک کرتا ہے۔ یا اس کے مامور انبیاء کرام علیہم السلام اور وہ اولیاء جو کہ معرفت کی لذت سے آشناء ہوتے ہیں۔

نفس اپنی عقل و دانش اور علم کے ساتھ جو بھی عمل اور کردار ادا کرتا ہے اسکو یہ اچھا سمجھتا ہے۔

جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن حسن بن احمد شاکر حویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "درۃ الناصحین فی الوعظ والارشاد" میں فرماتے ہیں۔

خلق اللہ النفس فقال لھا اقبلی فلم تجب ثم قال لھا من انت و من انا،

فقالت انا انا و انت انت فعذبھا بنار جھنم مائۃ سنۃ ثم اخرجھا فقال

من انت و من انا، فاجابتھالاول ثم جعلھا فی نار الجوع مائۃ سنۃ فسالھا فاقرت بانھا العبد وانہ ربہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نفس کو پیدا فرمایا۔ پھر اس کو فرمایا میرے پاس آ۔ پس اس نے جواب نہ دیا۔ پھر اللہ جل جلالہ نے اس کو فرمایا تو کون ہے اور میں کون ہوں؟ تو نفس نے کہا میں میں ہوں اور تو تو ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کی آگ میں سو سال تک عذاب دیا۔ پھر اس کو نکالا اور فرمایا تو کون ہے اور میں کون ہوں؟ پس اس نے پہلے (جواب) والا جواب دیا۔ پھر اس کو بھوک کی آگ (بھوک کا عذاب) سو سال تک دیا۔ پھر اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا کہ بیشک وہ بندہ ہے اور وہ (اللہ عزوجل) اس کا رب ہے۔

اور یہی بات انوار قدسیہ میں بھی درج ہے۔ان سے یہ معلوم ہوا کہ یہی نفس ہے۔جب یہ اللہ کی اطاعت میں کامل ہو کر اسکی محبت میں سرشار ہو کر اللہ کا ایسا قرب حاصل کرتا ہے، تو پھر اس کا بنانے والا اس کے لئے کیا فرماتا ہے درج ذیل روایت میں مذکور ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ

مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الرقاق، باب التواضع

جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

الغرض: نفس ہے کیا؟ نفس انسان کے اندر زندگی کا وہ جوہر ہے جو اسکے قول اور فعل انجام دیتا ہے۔

اس بات کی صحیح وضاحت مجھے اس وقت معلوم ہوئی جب مجدد دوراں محبوب سبحاں مرشد جہاں حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصل آباد میں ہمارے ہاں تشریف لائے۔ دوران نشست مجلس میں کسی شخص نے نفس مطمئنہ کی نشانیاں اور رؤیت صادقہ صحیحہ کے متعلق گفتگو شروع کی۔

مجدد عصر حاضر محبوب سبحاں، مرشد جہاں، ابوالحبیب حضرت آخوندزادہ الفقیر پیر سیف الرحمٰن پیرارچی و خراسانی مبارک نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ "نفس چہ است" کہ نفس کیا ہے؟ جب یہ سوال ان سے پوچھا تو وہاں موجود تمام علماء کرام و مفتیان عظام خاموش

ہو گئے اور انگشت بدندان رہ گئے۔ کچھ لمحات کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرائے اور فرمایا: روح کے جسم سے اتصال کے بعد اس کے اندر جو جوہر زندگی پیدا ہوتا ہے، وہ نفس ہے۔

قرآن و حدیث کے نچوڑ کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کے اندر روح کے اتصال کے ساتھ جو جوہر پیدا ہوتا ہے اسے نفس کہتے ہیں۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو اس بات کی سمجھ آئی ہے؟ تو میں نے عرض کی کہ جس طرح گاڑی تیار کی جاتی ہے اس میں انجن، وائرنگ(Wiring)، مکینیکل حصے(Mechanical Parts) و دیگر ضروری اجزاء کو ایک خاص ترتیب اور مہارت کے ساتھ یکجا کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ بیٹری(Battery) لگائی جاتی ہے پھر پیٹرول ڈال دیا جاتا ہے۔۔ اور پھر جب اس کو سٹارٹ کیا جاتا ہے تو وہ ایک امر ہے۔ اب سٹارٹ گاڑی میں زندگی کا جوہر موجود ہے۔ جو اس کے ہر حصے کے اندر موجود ہے۔ یہ جوہر زندگی جب روح (جو کہ امر ربی ہے) کے اتصال کے ساتھ جسم میں پیدا ہوا تو اسے نفس کہتے ہے۔ حضرت مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا: آفرین، آفرین۔ پھر آپ نے فرمایا: روح کا جسم سے نکل جانا اس نفس کی موت ہے۔ روح کا عارضی طور پر جسم سے تھوڑا تعلق کم کرنا نیند ہے۔

نفس کی مختلف حالتیں

قرآن مجید میں نفس کی 6 حالتوں کاذکر بھی موجود ہے۔

نفس امارہ

اس حالت میں نفس انسان کو مکمل طور پر سرکش اور نافرمان بنا دیتا ہے اور سرکشی اور روگردانی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور اپنے رب سے دور ہونے کے لئے اکساتا ہے اور فقط اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے تیار رکھتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ[1]

ترجمہ: بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

اسی کے متعلق بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَالُو بلیٰ اساں کنیں سنیا، اسیں گونگے بولے ناسے
کن فیکون تے کل دی گل ھے، اساں اوس توں پہلاں ھاسے
لامکان ، مقام اساڈا، ہاں آن بتاں وچ پھاسے

[1] الیوسف: 53

نفس پلید پلید کیتا اساں اصل پلید نہ ہاسے
فرقت خیر خراب کیتا نہ تاں ذاتی ہاسے خاصے

نفس لوامہ

اس حالت میں نفس کو علم اور عقل تو ہوتی ہے مگر نیکی اور برائی کے علم ہونے اور عقل ہونے کے باوجود یہ ملامت تو کر سکتا ہے لیکن اس کو نافرمانی اور سرکشی سے روک نہیں سکتا یہ بمقابلہ نفس امارہ کے کئی درجے بہتر ہے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ[1]

ترجمہ: اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر ملامت کرے۔

نفس ملہمہ

اس حالت میں نفس میں نیکی اور تقویٰ کی طرف رغبت اور میلان اور برائی کی نفرت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے مگر یہ بھی انسان کو برائی سے روک نہیں سکتا۔اس کے حوالے سے قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہے۔

[1] القیامۃ:2

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا[1]

ترجمہ: قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔

نفس مطمئنہ

اس حالت میں نفس بری خصلتوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور بندے کا میلان اپنے بنانے والے کی طرف ہو جاتا ہے اور از خود مطمئن ہوتا ہے کہ وہ برائی سے دور اور اپنے رب کی طرف مائل ہے۔ اس حالت کے متعلق قرآن مجید میں اس طرح خطاب ہوتا ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[2]

ترجمہ: اے اطمینان والی جان۔

---

[1] الشمس: 8، 7

[2] الفجر: 28

نفس راضیہ مرضیہ

بندہ جب نفس مطمئنہ کی حالت سے آگے بڑھ کے حقیقی اطاعت باری تعالیٰ کی منازل طے کرتا ہے اور اپنی منشاء اور مرضی کو اپنے پیدا کرنے والے مالک حقیقی کی منشاء اور مرضی میں بدل دیتا ہے تو پھر یہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قرآن میں یوں مخاطب ہوتا ہے۔

اِرۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً[1]

ترجمہ: اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

نفس کاملہ

نفس کی وہ حالت جس میں بندہ نہ صرف خود اپنے ہونے کا مقصد پورا کرتا ہے بلکہ اسکی صحبت اور سنگت دوسروں کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ انہی نفوس قدسیہ کے لئے

[1] الفجر: 29

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا[1]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین یہ تمام نفوس کاملہ ہیں۔

[1] النساء: 69

نفس امارہ ہر زندہ چیز میں موجود نہیں ہوتا

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں[1] نفس امارہ صرف انسان اور جن میں ہوتا ہے۔ ہر ذی روح چیز مثلاً حیوانات وغیرہ میں نفس امارہ نہیں ہوتا، مگر ان میں روح کی وجہ سے زندگی موجود ہوتی ہے حتیٰ کہ نفس بھی روح کی وجہ سے زندہ ہے۔ البتہ وہ تمام حیوانات جن میں نفس امارہ نہیں، ان میں عناصر اربعہ کی وجہ سے اوصاف رذیلہ (قوتِ غضبیہ، حسد، کینہ، حرص، لالچ، شہوات وغیرہ) ہوتے ہیں۔ لیکن انسان اور جن کے اندر یہ جوہر نفس ہے جس کے ذریعے اس کے اندر اس کا اپنا اخلاق، کردار نظر آتا ہے، یعنی اس کے تمام اقوال اور افعال نظر آتے ہیں۔ جن وانس اور حیوانات میں فرق یہ ہے کہ حیوانات وغیرہ کے اندر ان کی بنیادی ضروریات کی طمع اور طلب اس کی ضرورت کے خام اور فطری حالت میں پورا ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر انہیں کھانے کی طلب اور طمع ہے تو وہ خام حالت میں کھانا (گھاس وغیرہ) ملنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر 260

مگر جن وانسان جب ان ضرورتوں (بھوک اور پیاس) کی تکمیل کیلئے یا طلب پوری کرتے ہیں تو ان کا انداز اس نفس کی خواہشات کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ مختلف کھانے پینے کی ڈشیں، مختلف قسم کے ذائقے، خوب رو انداز، مختلف قسم کے مشروبات اور نت نئے طریقوں سے ان کے رنگ و بو اور ان کی شکل وصورت میں خوشنما تبدیلیاں، ٹھوس اور مائع کی ملاوٹوں کی انگنت دلکش اور لذیذ ترکیبیں کر کے اپنے بنیادی مقاصد یعنی بھوک اور پیاس کی فطری طمع و طلب کی صرف تکمیل نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنی خواہشات کی تسکین بھی کرتے ہیں۔ یہ وہ خواہشات ہیں جو اس کے اندر اس نفس کی وجہ سے ہیں۔ پھر اسی طرح زندہ چیزوں کے اندر ایک اور فطرتی ضرورت سیکس ہے۔ جن وانسان کے علاوہ دیگر مخلوق کے اندر جب اسکی طلب ہوتی ہے تو فقط میلاپ کے ذریعے اپنی نسل کی بڑھوتری کیلئے اس فطری خواہش کی تسکین پالیتے ہیں۔ مگر یہ صاحب نفس یعنی انسان اپنی نسل کو بڑھانے کے مقصد کیساتھ یا اس کے بغیر اپنی اس فطری ضرورت، طلب اور طمع کی تسکین کیلئے صرف میلاپ ہی سے نہیں بلکہ حسب خواہش ناچ گانا، مختلف چیزوں کو

دیکھ کر حظ اٹھانا، اس تقاضے کیلئے کپڑے، ماحول اور خوشبو کا دلفریب اور نایاب چناؤ اور مختلف قسم کے دلکش جسمانی، لسانی اور بصری انداز وغیرہ اختیار کرتا ہے یہ تمام امور اس کے نفس کی وجہ سے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خود اپنی مرضی اور اپنی چاہت رکھتا ہے اور یہ اس میں اس کے اجزاء (عناصر اربعہ) کی وجہ سے ہے جن سے یہ بنا ہے۔

ألّٰلھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراھیم وعلی آل إبراھیم إنك حمید مجید ألّٰلھم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی إبراھیم وعلی آل إبراھیم إنك حمید مجید

نفس کی بناوٹ اور اجزاء کی تاثیر

کوئی بھی چیز جن مادی اجزاء سے بنتی ہے اس میں ان اجزاء کی تاثیر پائی جاتی ہے۔ بلکل اسی طرح نفس جن مادی اجزاء سے بنا ہے اس میں ان اجزاء کی تاثیر اس کی خصلتوں کے اندر موجود ہے۔ نفس چار اجزاء سے مرکب ہے آگ، ہوا، پانی اور مٹی۔ ہوا کی خصلت اکھاڑنا اور ادھر ادھر پھینکنا ہے یہ غصے کا معدن ہے۔ پانی کی خصلت ہر چیز کو اپنے اندر ہڑپ کر لینا ہے یہ حرص وہوس ولالچ کا معدن ہے۔ آگ کی خصلت ہر چیز کو جلا دینے کی ہے تو نفس میں حسد، بغض اور کینہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح مٹی کے اندر عجب اور تکبر کی خصلت پائی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں مل کر اس نفس کی ساخت کا حصہ بنتی ہیں۔ اسلئے جب کوئی بھی حکم اس کو ملے تو وہ اپنی خصلت کی وجہ سے جو کہ فطری طور پر اس میں موجود رہتی ہے اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور سرکشی کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب یہ اپنی سرکشی چھوڑ کر اطاعت میں آتا ہے تو پھر یہی نفس فرشتوں سے بھی زیادہ اللہ کی محبت اور رحمت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو اپنی فطرت چھوڑ کر صبر اور اطاعت کی وجہ سے فرشتے سے زیادہ اجر ملتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان مرتبہ اور فضیلت میں فرشتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اسی

وجہ سے یہ حضرت انسان اللہ کریم کا خلیفہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

عَبْدِی تُرِیدُ وَأُرِیدُ وَلَا یَکُونُ إِلَّا مَا أُرِیدُ، فَإِنْ رَضِیتَ بِمَا أُرِیدُ کَفَیْتُکَ فِیمَا تُرِیدُ، وَإِنْ لَمْ تَرْضَ بِمَا أُرِیدُ أَتْعَبْتُکَ فِیمَا تُرِیدُ، ثُمَّ لَا یَکُونُ إِلَّا مَا أُرِیدُ[1]

ترجمہ: اے میرے بندے! ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے، اگر تو میری چاہت پر اپنی چاہت کو قربان کر دے تو میں تیری چاہت میں تیری کفایت کروں گا اور ہو گا وہی جو میں چاہوں گا۔ اور اگر تو میری چاہت پر اپنی چاہت کو قربان نہ کرے تو میں تم کو تیری چاہت میں تھکا دوں گا اور ہو گا وہی جو میں چاہوں گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے نفس معصوم تھے وہ مکمل طور پر اطاعت والے بھی تھے۔ مگر اس کے باوجود بھی حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہے:

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِالسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ[2]

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح

[2] الیوسف: 53

ترجمہ :اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اس نفس کی حقیقی معنوں میں پہچان تھی اور وہ اس کی ہیئت سے باخوبی واقف بھی تھے اسی لئے افضل الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی نہ صرف یہ مرغوب دعا تھی بلکہ آپ کا فرمان عالی شان تعلیم امت کیلئے آج بھی روز روشن کی طرح ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کیلئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرمادے اور میرے سارے معاملات درست فرمادے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

---

[1] اخرجه ابو داؤد في السنن، كتاب النوم، باب ما يقول اذا اصبح

اسی طرح طبرانی میں کریم آقا ﷺ جو کہ کائنات کی شفاعت کا ذریعہ ہیں اور جن کی شفاعت کے بغیر کوئی بھی شخص شفاعت نہیں کر سکتا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہو گا، ختم نبوت کے تاج، مقام کبریٰ، مقام محمود کی جلوہ گریوں کے باوجود کریم آقا حضرت محمد ﷺ دس ذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں خداوند قدوس کے حضور اس طرح دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَ عَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ اَمْرِيْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَآءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَ دُعَآءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَ فَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَ رَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا۔ يَا خَيْرَ الْمَسْؤُلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[1]

ترجمہ: اے اللہ تو میری گفتگو کو سنتا ہے۔ میری قیامگاہ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔ میرے حالات میں سے کوئی چیز تجھ پر مخفی نہیں، میں

[1] اخرجہ طبرانی فی المعجم الصغیر، کتاب الادعیۃ و الاذکار

غمزدہ اور فقیر ہوں۔میں تیری جناب میں فریاد کرنے والا ہوں، پناہ مانگنے والا ہوں، ڈرنے والا ہوں، خوفزدہ ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرنے والا ہوں، میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں ایک گناہگار، ضعیف اور کمزور کی عاجزی کی طرح عاجزی کرتا ہوں اور تیری جناب میں اس طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک ڈرنے والا نابینا دعا مانگتا ہے، جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی ہے، جس کے آنسو تیرے ڈر سے بہہ رہے ہیں، جس کا جسم عاجزی کر رہا ہے، جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلود ہے، اے میرے اللہ! مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا۔اے وہ جو ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر جو عطا کرتے ہیں۔

انسان کی حقیقی خیر خواہی

جب بھی کوئی چیز بنائی جاتی ہے تو اس کو بنانے کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کا مقصد بھی بیان فرمایا ہے اور وہ مقصد اللہ کی چاہت میں ڈھلنا ہے۔ کیونکہ یہ بندہ ہے تاکہ اس حضرت انسان کی خود اپنی بھلائی ہو سکے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی چاہت شریعت مطہرہ ہے۔ مگر انسان فطری طور پر جو چیز طبیعت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے، اسی کو اپنی بھلائی سمجھتا ہے۔ جبکہ اللہ اس انسان کا سب سے بڑا بھلا چاہنے والا ہے اور اس کی بھلائی کی بات یعنی شریعت مطہرہ بالکل واضح ہے۔ اس لئے کریم آقا ﷺ کا فرمان ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[1]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی؟) آپ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی (خیر خواہی)۔

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ

لیکن حقیقی معنوں میں اس نفس کیلئے یہی بھلائی بوجھ ہے۔ اس وقت یہ نفس اس حالت میں ہے جس کو نفس امارہ کہا گیا ہے۔ لیکن یہ نفس جب منشائے خداوندی کے ساتھ رغبت رکھتے ہوئے، شریعت محمدی کی چاہت رکھتے ہوئے حکم اللہ عزوجل کو تسلیم کرتے ہوئے فرمان خدا مانتا ہے۔ تو پھر یہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور اپنا خلیفہ ہونے کا ثبوت پاتا ہے۔ پھر اس وقت یہ انسان وہ مقام پاتا ہے جس میں انسان اطمینان کے ساتھ رب کی مرضی اور اس اللہ کی رضا کیساتھ اس کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے نفس کاملہ کا رتبہ پاتا ہے۔

انسان کو اللہ کی رحمت و فضل سے ملنے والی بندگی کے معیار کو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي

لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الرقاق، باب التواضع

کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

پارہ:3، ال عمران: 31

نفس کا شر

نفس کا شر شیطان کے شر سے بہت زیادہ ہے کیونکہ شیطان کے شر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا[1]

ترجمہ: بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

نفس اپنی خصلتوں کے بعد جب اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔ تو اس کام میں لگا رہتا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ[2]

ترجمہ: یقیناً ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔

اور اسی لئے اس کا شر دائمی ہے دیر تک لگا رہتا ہے۔ جب تک یہ خود اپنے آپ کو نکال کر اللہ کی مرضی میں نہ ڈالے اس وقت تک فطرتاً اس کے اندر یہ شر موجود رہتا ہے۔ اسلئے انبیاء کرام علیہم السلام اسکے شر سے پناہ مانگتے ہوئے نظر آئے جیسا کہ اوپر گزر

[1] النساء: 76

[2] البلد: 4

چکا(وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ... الی الآخر) اسلئے اس کے شر کو سمجھنا اسکے اپنے بس میں نہیں کیونکہ یہ خود جس چیز کو صحیح سمجھ رہا ہوتا ہے وہی دراصل اسکو اپنے مالک سے دوری کا سبب بنتا ہے۔ تو جب تک اسکو اپنی معرفت نہ ملے اتنی دیر تک اسکو اللہ کی معرفت نہیں ملتی، اسلئے منقول ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ[1]

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کرلی تحقیق اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کرلی۔

جن کو اللہ پاک نے نفس کی معرفت عطا کی جیسے انبیاء کرام علیہم السلام جو معصوم عن الخطا ہیں۔ جن کے نفوس اپنی مرضی والے نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے رب کی مرضی والے ہیں۔ جن کا قول اور فعل بعینہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہے۔ جس طرح اللہ پاک نے امام الانبیاء ﷺ کے قول مبارک کو اپنا قول قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى[2]

---

[1] کشف الخفاء حدیث 2430 دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] النجم: 3، 4

ترجمہ :اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اسی طرح امام الانبیاء ﷺ کے فعل کو اللہ پاک اپنا فعل قرار دیتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى[1]

ترجمہ :اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے نفوس کی معرفت حاصل تھی۔ اسی لئے ان کا اسلوب جیسا کہ اوپر درج ہو چکا ہے کہ وہ نفس کے شر سے پناہ مانگتے رہے ہیں۔ اس سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں مانتے تھے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام رب کے ہاں عرض گزار ہوتے ہیں کہ

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[2]

ترجمہ: دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ بُرا کیا تو اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

---

[1] الانفال:17

[2] الاعراف:23

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ

وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[1]

ترجمہ :اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح جن نفوس قدسیہ کو اپنے نفس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ان کا اسلوب بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ میرے مرشد کامل غوث جہاں، طبیب روحاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کہ وہ کسی بھی کام میں اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ جو کام بھی میرے سے ہے وہ میرے سے نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل اور میرے مرشد کریم کی نسبت کا صدقہ ہے۔

[1] الیوسف :53

اپنے آپ کو وہ سراسر اسی بات پر رکھتے ہیں کہ میں سراسر خطا کا پتلا ہوں۔اور اگر میرے اوپر یہ رحمت نہ ہو یہ برکت نہ ہو اور میرے مرشد کی نگاہ کامل نہ ہو تو مجھ سے خطا ہی خطا سرزد ہو۔اور بعینہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے صحیح مصداق نظر آتے ہیں

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ[1]

ترجمہ: تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمہ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام الاولیاء تھے۔ ان کے پیر بھائیوں نے اپنے مرشد کے سامنے ان کی تعریف و توصیف کی تو ان کے مرشد نے انکی تربیت کیلئے کہ کہیں وہ اس تعریف و توصیف کا اپنے آپ کو مستحق تو نہیں گردان رہا۔ان کو ڈانٹا ڈپٹا اور تھوڑی سی سزا دی اور باہر نکال دیا۔وہ باہر نکلنے کے بعد ادھر ہی خانقاہ کے دروازے کے آگے لیٹ گئے۔اس وقت بیت الخلاء نہیں ہوتے تھے۔ صبح جب مرشد قضاء حاجت کیلئے باہر نکلے نماز کے وقت میں تو کسی چیز کے اوپر پاؤں لگا تو دیکھا

[1] النساء: 79

کہ یہ تو کوئی بندہ ہے تو پوچھا کون ہے ؟ تو حضرت بہاؤالدین رحمہ اللہ علیہ نے عرض کی:
سگ دربار بہاؤالدین۔ واپسی پر دیکھا تو پھر وہی سامنے ہے تو پھر کہا سگ دربار
بہاؤالدین۔ ان کو اپنی پہچان آگئی کہ میں خود کچھ بھی نہیں ہوں یہ میرے اندر ساری کی
ساری رحمت اللہ کے فضل سے ہے اور مرشد کے طفیل ہے۔ اسی طرح ہر ولی نے جس
نے اپنے آپ کو پہچانا اسی نے اپنے رب کو پہچانا۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
دل میں ذرا سا خیال آیا اپنی ساداتی سعادت (سید ہونے) کا تو فوراً اپنے آپ کو پنچ لکھا
اور کلام میں کہا کہ

جے کوئی مینوں سید آکھے سیدھا دوزخ جاوے

جے کوئی مینوں آرائیں آکھے جنت پینگاں پاوے

اسی طرح عاشق رسول علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے نفس کی پہچان
تھی انہوں نے کراچی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت سارے کراچی کے علاقے
ایسے ہیں جو مجھے نہیں جانتے اگر مجھے اس علاقے میں ویل چیئر (Wheel Chair) پر بٹھا کر
وہاں رکھ دیں۔ میں نے عمامہ شریف اتارا ہوا ہو، ٹوپی پہنی ہوئی ہو۔ صبح سے لے کر شام
تک مجھے کوئی دس روپے تک نہیں دے گا۔ ہاں کوئی مسکین سمجھ کر ہوٹل سے مجھے روٹی

تو کھلا دے گا یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ ایک معذور آدمی بیٹھا ہے، میری حیثیت یہ ہے۔ لیکن میری ویل چیئر کو لوگ کیوں بوسہ دیتے ہیں۔ کیوں چومتے ہیں۔ کیونکہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

میں اپنی حیثیت خود بیان کرتا ہوں۔ نہ مجھے کوئی بچانے والا ہے میری حیثیت صرف اتنی ہے۔ یہ تو مالک ہے کہ جس کو مرضی اپنی غلامی کیلئے رکھ لے۔ اب ان کی مرضی ہے کہ کتا کونسا رکھنا ہے۔ وہ کتا رکھنا ہے جو ہر چارپائی کے نیچے روٹی تلاش کرتا ہو۔ یا وہ کتا رکھنا ہے کہ جس کے بارے میں کسی شاعر نے فرمایا کہ

مر ہی جاؤں جو اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

یہ وہ لوگ تھے جن کو اپنے نفس کی پہچان آگئی۔ اور انہی کو نبی پاک ﷺ کی پہچان آگئی اور اللہ تعالیٰ کی بھی پہچان آگئی۔ اسلئے یہ زندہ تھے تو اللہ کیلئے مرے بھی تو اللہ کیلئے اور اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت میں اور فرمان خداوندی کے مصداق ٹھہرے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[1]

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○

ترجمہ: اور (در حقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے درآنحالیکہ (اے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں

(الأنفال، 8:33)

[1] الانعام: 162

نفس کے شر سے بچا کیسے جائے؟

انسان کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور علم بھی عطاء فرمایا۔اور یہی اس کو دیگر مخلوقات سے شرف دیتے ہیں۔اب عقل ہی کی بات لیں تو یہ عقل ہی اس کو گمراہی میں بھی لے جاتی ہے اور یہی عقل اس کو اطاعت میں بھی لے جاتی ہے۔جب انسان عقل کو اپنے لئے اپنے مقاصد اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے ان کی تکمیل کرنے کیلئے استعمال کرتا ہے۔تو پھر وہ اللہ سے دور اور اطاعت خداوندی سے دور لے جاتی ہے۔اور جب انسان اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہوئے اپنے مالک اپنے خالق حقیقی سے تعلق استوار رکھتے ہوئے عقل کو استعمال کرتا ہے۔تو پھر یہ نفس اطاعت کی طرف آتا ہے اس عقل کو عقل سلیم کہتے ہیں۔اور اس عقل سلیم کیلئے علم کی ضرورت ہے۔اسی لئے حضرت انسان کی بڑائی، فضیلت اور عظمت اس علم کی بدولت ہے۔لیکن اس علم کی وجہ سے جو اس کو نفع دے یعنی معرفت خداوندی کا علم جو اس انسان کو اپنے رب کے سامنے اپنے نفس کی کمتری اور خداوحدہ لاشریک کی کبریائی واضح کردے۔فقط اس اللہ کریم کی معرفت والا علم ہی اس نفس کیلئے نفع والا علم ہے۔اس معرفت کے بغیر علم جو اس کی اپنی ذات کی خوشنودی کیلئے

ہے۔وہ سانپ کی طرح ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا۔

علم را برائے تن زنی مار بود

علم را برائے دل زنی یار بود

علم کو اگر بدن کیلئے استعمال کیا جائے تو یہ سانپ بن جاتا ہے لیکن علم کو اگر دل سے جوڑا جائے تو یہ یار بن جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے۔

نجات کیلئے علم ظاہر اور علم باطن کا چولی دامن کا ساتھ

علم نافع اصل میں وہ ہے جو کہ انسان کو اللہ کی معرفت دیتا ہے جس علم کے ذریعے انسان اپنے آپ کو برائی سے بچا کر اور ان کاموں کی طرف جن کا اس کو اس کے پیدا کرنے والے نے حکم دیا ہے ان پر وارفتگی اور رغبت کے ساتھ عمل پیرا نہ ہو جائے وہ نافع نہیں اس کی مثال یوں سمجھیں ایک دوکاندار جانتا ہے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔ مگر اس کا دل ماسوی اللہ کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے وہ ذکر و اذکار "یاسمیع یا بصیر" کی طرف راغب تو ہو گا۔ مگر جب کوئی دوسری دوکان والا آئے گا اور سامان اپنی دوکان کیلئے طلب کرے گا ۔تو وہی دوکاندار ٹال مٹول کر کے یا جھوٹ بول کر دوسرے دوکاندار کے سامنے مطلوبہ سامان کی عدم موجودگی کا اظہار کرے گا۔ یہ فعل کرتے وقت اللہ کا سمیع (ہر چیز سننے والا) ہونا اور بصیر (ہر چیز دیکھنے والا) ہونا اس دکاندار کو محسوس نہ ہوا۔ دوسری مثال کہ باوجود اس ذکر و اذکار کے اگر کوئی خوبرو غیر محرم چہرہ سامنے آجائے تو شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اس دوکاندار کا وطیرہ تو یہ ہوتا ہے کہ اس خوب رو چہرے کو دیکھنے کے ساتھ وہ اور زیادہ ذکر سبحان اللہ، سبحان اللہ، ماشاءاللہ کہنا شروع کر دیتا ہے ۔فاین اللہ؟ (اللہ کہاں ہے) جس کا تو ذکر کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باوجود علم

ظاہری کے ہونے اور تکرار کے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔اس کا دل ہمہ وقت ماسوی اللہ کی طرف مائل رہا۔

اسکی مثال اس طرح زیادہ قابل فہم ہے۔جیسے گڑ کو اگر پانی کے گلاس کے پاس بھی رکھ دیا جائے تو پانی میٹھا نہ ہو گا۔اگر گڑ کو پانی کے اندر محض ڈال دیا جائے پھر بھی پانی میٹھا نہ ہو گا۔پانی میٹھا اسی وقت ہو گا جب گڑ کو پانی میں کوئی گھول دے۔اسی طرح علم ظاہری اس وقت تک اسی طرح آدمی کے ساتھ رہتا ہے جیسے دوکاندار کو پتا تو تھا کہ اللہ سمیع ہے اللہ بصیر ہے۔وہ اپنی زبان سے اس کا تکرار بھی کر رہا تھا۔یہ اسی طرح تھا جیسا کہ گڑ پانی میں نہیں بلکہ اس کے ساتھ رکھا ہے اس میں گھلا نہیں۔اسی طرح وہ باوجود اس ذکر واذکار کی کثرت کے مطلوبہ سامان کی موجودگی میں عدم موجودگی کا اظہار کر کے دھوکہ بھی دیتا ہے جو کہ شریعت میں منع ہے اور اس کا ذکر واذکار اس کو یہ فہم وادراک بھی نہیں دیتا کہ خدا نے دھوکہ دینے سے منع فرمایا ہے اور خوب رو چہرے کی طرف دیکھ کر نظریں نیچے بھی نہیں کرتا بلکہ اسی ذکر واذکار کی حالت میں اس کو ٹکٹکی باندھ کر تکتا جائے گا۔اس جگہ بھی اس خداوند قدوس کا حکم کہ غیر محرم سے اپنی نظروں کی حفاظت کر واس کے سامنے نہیں رہتا۔یہ ایسے ہی ہے کہ گڑ تو موجود ہے پانی کے اندر گھلا نہیں،اس کی طبیعت کا حصہ

نہیں بنا۔اب کوئی ایسی نگاہ، کوئی ایسی کامل صحبت چاہیے جو اس ظاہری علم کو اس کی طبیعت کا حصہ بنادے ،اس کے اندر گھول دے ،اس کے دل تک پہنچا کر اس کا حصہ بنا دے اس طرح کہ اس پر عمل کرنا بغیر کسی تکلف کے ہو بلکہ اس سے شریعت مطاہرہ پر عمل کئے بغیر رہا نہ جائے اور اس کو عمل میں اخلاص بھی حاصل ہو جائے۔اسی کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ، وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ، وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ[1]

ترجمہ : جس نے فقہ کا علم سیکھا اور تصوف نہ پڑھا وہ فاسق ہو گیا اور جس نے تصوف کا علم پڑھا اور فقہ نہ پڑھی وہ زندیق بن گیا اور جس نے دونوں کو جمع کیا (حاصل کیا) وہ کامل بن گیا۔

علم ظاہر اکیلا پڑھ کر تزکیہ نفس کے حصول کی خواہش اور تمنا رکھنا محض خام خیالی ہے۔کیونکہ محض علم ظاہر انسان کو رغبت اور چاہت سے خالی رکھتا ہے۔مثلاایک آدمی اپنی مرضی سے کثیر نوافل کا پابند تو ہو گا مگر داڑھی بھی کاٹتا ہو گا۔یاایک شخص اپنے بیٹے

[1] ملاعلی قاری، شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم

کے ولیمے پر تو لاکھوں خرچ کرتا ہو گا مگر زکوٰۃ کی ادائیگی کو تاوان بھی سمجھتا ہو گا۔ تزکیہ نفس صرف شریعت کے ساتھ ہے اور شریعت محض معیت ادب میں صحبت کامل پیر کا ثمر ہے۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیوَیں دکان عطاراں
سودا بھاوَیں مل نہ لیے حُلے آن ہزاراں
بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھاوَیں کنج کنج بیئے چنگاں پین ہزاراں

جسمِ انسانی میں ایمان کا مقام

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس انسان کے اندر ایک ایسا مقام رکھا ہے۔ جو اس کے کردار، اعمال اور اخلاق کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے اور وہ مقام قلب (دل) ہے کیونکہ جب اس میں کوئی خواہش جنم لیتی ہے تو اس کا دل اگر اس خواہش پر راضی ہو جائے تو پھر اسکو کر گزرتا ہے۔ اور اگر دل اسکو منع کر دے تو یہ رک جاتا ہے۔ اسلئے اسکو سرکشی سے روکنے کیلئے یہ دل ایک بہت بڑی دولت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اور یہ دل ایمان کی جگہ ہے۔ اسلئے ایمان والا بندہ نفس کی سرکشی سے نکل کر اپنے رب کی اطاعت کی طرف آتا ہے۔ اسی حوالے سے حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ اس نفس کا مقابلہ قلب سے کرو، اس قلب سے جو ایمان سے مزین ہے۔ کیونکہ اصل معاملہ تو بندے کے اندر کا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ[1]

ترجمہ: خبردار! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست ہے اور اگر وہ فاسد ہو گیا تو سارا بدن بگڑ گیا خبردار! وہ دل ہے۔

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینہ

اور ایمان سے مزین قلب کی بھی تین حالتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔

قلب سلیم

اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ[1]

ترجمہ: جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ[2]

ترجمہ: جبکہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر۔

قلب منیب

مَّنۡ خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبٍ[3]

ترجمہ: جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا۔

---

[1] الفرقان: 89

[2] الصٰفٰت: 84

[3] قٓ: 33

قلب شہید

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ھُوَ شَہِیۡدٌ[1]

ترجمہ: بے شک اس میں نصیحت ہے انکے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

قلب شہید معرفت کے ارتقاء سے مزین ہونے کے بعد اللہ کے فضل کیساتھ انسان کو وہ درجہ عطا کرتا ہے جو کہ حقیقی معنوں میں انسان کو احسان کے درجے پر فائز کر دیتا ہے۔ یعنی وہ اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری ایسے کرتا ہے جیسے وہ اپنے پاک اور سبحان رب کو دیکھ رہا ہو۔ اور یہ فقط ایمان والوں کیلئے ہی بنتا ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

قُلۡ ھَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ[2]

ترجمہ: فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

---

[1] ق: 37

[2] الزمر: 9

بے ایمان انسان کا کردار کسی طرح کا بھی ہو اخلاق کسی طرح کا بھی ہو مگر اس کے اندر مقصود اسکی اپنی ذات ہو گی۔ جبکہ ایمان والے کے اندر مقصود فقط اللہ تعالیٰ کی رضا ہو گی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کی رضا والا معاملات میں انصاف پر اتنا زیادہ واضح ہو گا۔ کہ اس کا کوئی توڑ یا پھر ہمسر نہیں ہو گا۔ اور باقی ایمان سے خالی قلوب والے چاہے وہ دنیاوی اعتبار سے کسی بھی مقام پر ہوں ان کے کوئی نہ کوئی اپنے مقاصد ضرور ہوں گے۔ اسلئے علم اس وقت کام آتا ہے جب معرفت خداوندی کیساتھ اس نفس کو اللہ کی اطاعت و محبت کی طرف لے جانے والا ہو۔

ورنہ اسی علم سے خداوند قدوس نے انسان کو اسکی معرفت دکھانے کیلئے سورۃ نمل میں چیونٹی کو ایسا علم دیا کہ وہ تین میل دور سے آتے ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ سکتی تھی۔ اور بروقت ممکنہ نقصان سے بچنے کیلئے اپنے ساتھیوں کو ہدایت بھی فراہم کر سکتی تھی۔

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ[1]

[1] النمل: 18

ترجمہ : یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں! اپنے گھروں میں چلی جاؤ، تمہیں کچل نہ ڈالے سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔

جب کہ آج انسان ارتقاء کے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد بھی دور حاضر کے جدید ریڈار اور ٹیکنالوجی وغیرہ کو انتہائی درجے تک استعمال کرنے کے باوجود بھی کئی حادثات کے وقوع سے بے خبر رہ جاتا ہے ۔جس کی ایک مثال چند سال پہلے پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ٹیکنالوجیکل جدت اور انٹیلی جنس معلومات کے باوجود چند ہوائی جہازوں کا ٹکرانا ہے۔ انسان اپنی تمام تر پری پلاننگز اور علمی و تکنیکی ارتقاء کے باوجود اس واقعے کی پیشگی کی اطلاع اپنے کسی نمائندے کو نہ کر سکا مگر چیونٹی کو لشکر کے آنے کی اطلاع بغیر کسی ریڈار اور آلے کے نظر آرہی تھی، تو اے بندے اگر علم سے مراد صرف اطلاع ہونا ہے تو پھر چیونٹی کو تو انسان سے زیادہ علم ہے۔ اسی طرح ایک مثال ایک اور جانور یعنی کتے کی ہے جو سونگھ کر بہت ساری چیزوں کی معلومات کر لیتا ہے۔اور انسان اپنی جدت آمیز کاروائیوں کے باوجود اکثر اوقات اس قسم کی حس کو نہیں پہنچ سکتا۔

نفس اور شیطان کے وسوسے میں فرق

نفس کے متعلق اوپر تفصیل بیان کی جا چکی ہے اب یہاں نفس اور شیطان میں فرق کو بیان کیا جائے گا شیطان لغت اور اصطلاح میں ہر بغاوت کرنے والی، رو گردانی کرنے والی اور سرکش مخلوق کو کہا جاتا ہے خواہ وہ انسان ہوں یا جنات یا حیوانات میں سے ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ [1]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے (سے) شیطان۔

لفظ شیطان کا مادہ "شطن" ہے اور اس کا معنٰی مخالفت کرنا اور دوری ہیں۔ اس طرح شیطان کا معنی موذی، گمراہ، باغی اور سرکش ہوں گے۔ قرآن مجید میں لفظ "شیطان" 88 مرتبہ آیا ہے جن میں سے 70 مرتبہ مفرد اور 18 مرتبہ جمع یعنی شیاطین کی صورت میں آیا ہے۔

[1] الانعام: 112

ابلیس سے مراد ایک خاص شیطان ہے جو کہ جنوں میں سے ہے اور کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں سے قرار پایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نافرمانی کر کے اس پر ڈٹ گیا اور اور بارگاہ الٰہی سے مردود قرار پایا اور نکال دیا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ انسانوں کو اپنے وسوسوں کے ذریعے گمراہ اور سرکش کرے گا۔ اور قرآن نے بھی واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ[1]

ترجمہ: بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

حقیقت میں نفس امارہ شیطان کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے اور انسان میں اس کے داخل ہونے کا ایک طریقہ ہے۔ اب ان میں فرق یہ ہے کہ ابلیس کی طرف سے ظاہری شیطان سرکشی اور نافرمانی پر ابھارتا ہے۔ جبکہ نفس کے ذریعے خواہشات کی تکمیل کرنے کے لئے نافرمانی اور سرکشی پر اکسانا باطنی شیطان کا کام ہے جو کہ نفس امارہ خود ہے۔ اس کو ان الفاظ کے ساتھ بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ نفس امارہ کا کام انسان کے اندر موجود حیوانی خواہشات سے بھرپور رجحان کو بڑھانا ہے جبکہ ابلیس کا کام اس وقت اس کو

[1] الیوسف: 5

بیرونی طور پر سرکشی کے لئے تیار کرنا ہے اس طرح انسان ان کے چنگل میں پھنس کے اپنے بنانے والے کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے۔

جب بندہ اندر سے اپنے رب کے ساتھ محبت کرنے والا بن جاتا ہے اور اپنے رب کو اپنا حقیقی بھلا کرنے والا یقین کرلیتا ہے اور اس کا نفس ہمہ وقت اپنے خالق حقیقی کی طرف متوجہ رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قریب کرلیتا ہے تو اس کا اندر برائی سے متنفر ہو جاتا ہے پھر بیرونی حملے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کا اندر ہی جب اس سے متنفر ہو گا اور اس کی طرف اندر سے میلان نہیں بنتا تو باہر کے حملے اسکو اس برائی پر نہیں اکسا سکتے۔اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا[1]

ترجمہ: بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

---

[1] النساء: 76

اصلاح وتزکیہ نفس

اللہ پاک نے اپنے پاک کلام میں فرمایا کہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی[1]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔

اب اس نفس کی صفائی کیلیئے نہ صرف خداوند قدوس نے ذرائع فراہم کئے بلکہ کماحقہ ان سے مستفید ہونے کیلیئے دو انسانی جذبوں شوق اور خوف کو بھی متحرک کیا ہے۔اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا[2]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا۔اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

تزکیہ کا معنی ہے اپنے قلب سے عقائد باطلہ اور گناہ ہائے کبیرہ کی طرف میلان کو زائل کرنا اور خضوع اور خشوع سے نماز پڑھنے کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے

[1] الاعلیٰ: 14

[2] الشمس: 9، 10

منکسر اور متواضع ہوتا ہے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکی عظمت سے منور ہو جاتا ہے، پھر اس نور کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء سے خضوع اور خشوع ظاہر ہوتا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّى نَفْسَهُ فَأَصْلَحَهَا وَحَمَلَهَا عَلَى طَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[1]

ترجمہ: وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اس کی اصلاح کر لی اور اس کو اللہ کی اطاعت پر امادہ کر لیا۔

دنیاوی چند روزہ لذات کی محبت سے اجتناب کیلئے اللہ پاک نے انسان کو اپنے پاک کلام میں تلقین کی ہے۔ اسی پر ہی قرآن بھی اس انداز سے زور دیتا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى[2]

ترجمہ: اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مناسب طریق پر اطاعت خداوندی کو پروان چڑھانے کا انتظام کیا جائے تاکہ نفس انسانی اور خود اخلاقی حکم کی خلاف ورزی کے بجائے اخلاقی حکم یعنی

[1] تفسیر البغوی

[2] النازعات: 40و41

فرمان خداوندی کی بجاآوری پر آمادہ ہو یعنی وہ تسلیم ورضا کے زیور سے مزین وآراستہ ہو جائے۔ اسی کی تلقین مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو میں تم سے پہلے جاکر تمہارے لئے میں سامان بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور قسم اللہ کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا(یہ فرمایا کہ) مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم خدا کی مجھے اس کا ڈر نہیں کہ

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشھید

میرے بعد تم شرک کروگے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کروگے۔(نتیجہ یہ کہ آخرت سے غافل ہو جاؤگے)۔

ورنہ نفس کی شر ایسی ہے کہ خود قرآن میں برگزیدہ نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی حقیقت کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ[1]

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔

اور اسی کی شر کو محبوب سمجھنے والوں کی مذمت بھی قرآن نے کی ہے۔

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ[2]

ترجمہ: اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سوائے جو دل کا احمق ہے۔

کریم آقا ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں اس نفس کی درستگی ہی کو اصل عقلمندی قرار دیا۔

[1] الیوسف: 53

[2] البقرۃ: 130

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کرلے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے اور عاجز و بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگادے اور رحمت الٰہی کی آرزو رکھے۔[1]

اسی کی وضاحت شیخ ابو طالب مکی فرماتے ہیں کہ

نقصان کا آغاز غفلت سے ہوتا ہے اور غفلت آفات نفس سے پیدا ہوتی ہیں

بقول شخص

ماندم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ منزل دور شد

[1] اخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والاورع عن رسول اللہ ﷺ، باب حدیث الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت

میں نے رُک کر اپنے پاؤں سے کانٹا نکالنا چاہا اور محمل نظر سے نہاں ہو گیا، میں ایک لحظہ کیلئے غافل ہوا اور راہ سے سو سال دور ہو گیا۔

اس لئے آفات نفس سے نجات و فلاح اس کے تزکیہ و تربیت اور اصلاح و تطہیر سے ممکن ہے اور تصوف نفس کی اصلاح و تطہیر کا اہتمام کرتا ہے اور جب نفس انسانی اصلاح پذیر ہو کر مزکی اور منقی ہو جاتا ہے تو "نفس لوامہ" اور پھر "نفس راضیہ و مرضیہ" کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور یہاں بارگاہ الوہیت سے ندا آتی ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[1]

ترجمہ: اے اطمینان والی جان۔

تزکیہ نفس کو حدیث میں "جہاد اکبر" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ[2]

---

[1] الفجر: 28

[2] اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل من مات مرابطًا

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا: (بڑا) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ غُزَاةٌ، فَقَالَ: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. قِيْلَ: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ، قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ۔[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہادِ اصغر (جہاد بالسیف) سے جہادِ اکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

---

[1] اخرجہ البیہقی فی الزھد الکبیر

اور اسی فرض کی تکمیل کیلئے خداوند قدوس نے احسان کرتے ہوئے نہ صرف استاذ رہبر رہنما کی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ عطا کیا بلکہ قلب کی دلچسپی اور وارفتگی کو بھی درست کرنے کا انتظام کیا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

(التّوبة، 9 : 128)

نفس کی اصلاح-طریقہ تعلیم و تربیت

فقط علم اور عقل اسکی اصلاح کیلئے کافی نہیں۔ یہ علم ہی شیطان کی گمراہی کا باعث بنا اسی علم نے اسکی عقل کے مطابق اسکو دلیل دی اور وہ اللہ کے سامنے دلیل کو پیش کرتے ہوئے ادب سے باہر نکل گیا۔ اور وہ بھول بیٹھا کہ میں کس کے سامنے بات کر رہا ہوں۔ اس امر کی مزید وضاحت سید ابو الحسن علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمة الله علیه، کشف المحجوب[1] میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمة الله علیه کے واقعہ سے کرتے ہیں کہ ان کو ایک دفعہ یہ خیال گزرا کہ شیطان ملعون میرے سامنے ہو تو میں اس سے پوچھوں کہ تو نے یہ سرکشی کیوں کی؟ سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد ایک آدمی بزرگ صورت جس کے چہرے پر عبادتوں کے نشانات بہت واضح تھے۔ وہ سامنے آرہا تھا۔ لیکن اس کو دیکھتے حضرت ہی جنید بغدادی رحمہ اللہ کو وحشت ہونا شروع ہو گئی۔ وہ جب قریب آیا تو آگے نہیں بڑھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کون ہے تو؟ تجھے دیکھ کر مجھے اتنی وحشت کیوں ہو رہی ہے؟ تو آگے کیوں نہیں آتا؟ اس (شیطان) نے کہا میں وہی ہوں جس کو تجھے ملنے کی خواہش تھی۔ اور تو خوش نصیب ہے کہ تیرے اور میرے

---

[1] کشف المحجوب، فارسی، صفحہ 811

درمیان اللہ تعالیٰ نے فاصلہ مقرر کیا ہے میں تیرے قریب نہیں آسکتا۔تو انہوں نے پوچھا کہ بتا کہ تجھے تکلیف کیا تھی اللہ کا حکم مانتے ہوئے؟ تو کہنے لگا تو اتنا بڑا فقیہ ہے محدث ہے شیخ طریقت ہے کیا غیر اللہ کو سجدہ جائز ہے؟اب اگر حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا نفس شیخ طریقت کا نفس ہوتا اگر فقیہ اور محدث کا نفس ہوتا تو جواب واضح تھا کہ غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں۔ لیکن وہ اطاعت والا نفس تھا اس لئے اس نے فوراجواب یہ دیا کہ تجھے ماننے کی عادت ہوتی تو تو سوچتا کہ تجھے کہا کس نے تھا۔یہ نفس نہ کثرت عبادت سے نہ فقط علم اور عقل سے اصلاح پذیر ہوتا ہے۔اگر علم سے اصلاح نفس ہوتی تو شیطان کے پاس بھی بڑا علم تھا۔ کثرت عبادت سے ہونا ہوتا تو شیطان سے زیادہ عبادت کسی کے پاس نہیں تھی۔

اللہ کو انسان اتنا محبوب ہے کہ اس نفس کی اصلاح کرنے کیلئے بھی اللہ پاک نے رحمت کی اور دین اسلام پسند فرمایا۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ[1]

ترجمہ: بے شک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے۔

---

[1] آل عمران:19

اور اسکی بھلائی کیلیئے اسلام کا راستہ بنایا۔ اللہ نے اس کیلیئے استاذ، رہبر اور رہنما انبیاء کرام علیہم السلام کی صورت میں پیش کیئے-آسان الفاظ میں، علم، استاذاور شاگرد کے مابین ایک تعلق ہے جس کے نتیجے میں شاگرد استاذ سے فیض یاب ہو سکے، یہی وہ طریق ہے جو ابتدائے نسل انسانی سے اختیار کیا گیا اور اسی قاعدہ کو جاری فرماتے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا کہ وہ انسانوں تک روشنی پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

استاذاور رہبر کا رشتہ، یہ اللہ کی عطاکردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت اس کیلیئے ایمان، صراطِ مستقیم، رجوع الی اللہ، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، حصول بندگی اور باقی ہر ہر نعمت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ استاذ کی اس عظیم نعمت کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]

[1] آل عمران: 164

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ نے لاتعداد نعمتوں سے نوازتے ہوئے کبھی ان کا ذکر یوں نہیں فرمایا کہ یہ میں نے تم پر احسان کیا، مگر نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتے ہوئے خبر دار کیا کہ اس عظیم نعمت کو ہلکا جاننے کی جسارت نہ کرنا، یہ میرا احسان ہے کہ میں نے تم میں ایسا کامل رہبر و رہنما بھیجا ہے۔ جو علم کی ہر جہت میں کامل و اکمل ترین ہے۔ یہ رہبر کامل تمہیں نہ صرف میری آیتوں کے ذریعے میرے احکامات پہنچاتا ہے بلکہ اس کی سنگت، صحبت اور نورانی توجہ نفوس کا تزکیہ اور قلوب کا تصفیہ کر کے بندے کو بندگی میں ڈھالتی ہے اسکے نتیجے میں احکامات خدا بندے کی طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ انکی حکمت بندے کے دل میں اس طرح اتر جاتی ہے گویا کہ شریعت مطہرہ پر بلا تکلف عمل فطرت ثانیہ بن جاتا ہے۔

تزکیہ نفس و تصفیہ قلب، رجوع الی اللہ اور بندگی میں ڈھلنے کیلئے استاذ، رہبر، راہنما، مرشد و مربی کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ ابو الانبیاء، خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام

نے بھی آنے والی قوم کیلئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انکو بندگی سکھانے اور تزکیہ نفس کرنے کیلئے ان میں برکت والا عظیم المرتبت رسول بھیج جس کی صحبت انکو بندگی والا، تزکیہ نفس والا اور علم و حکمت والا بنادے۔

ارشاد ہوتا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[1]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول ﷺ مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کردے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

قرآن عظیم الشان کے فرمان کے مطابق تزکیہ نفس حاصل کرنے یعنی کہ کھلی گمراہی سے نکلنے کیلئے احکامات خدا کے علم کے ساتھ ساتھ نفس اور قلب و زبان کا تزکیہ و تصفیہ ضروری ہے۔ یہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کامل واکمل استاذ، رہبر، راہنما، مرشد کے بغیر

1البقرۃ:129

ممکن نہیں انکی صحبت پر اثر اور نگاہ توجہ بندے کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت عطا کرتی ہے اور احکامات خدا کو طبیعت کا حصہ بناتی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُولًا مِّنْهُمْ یَتْلُوعَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُّبِینٍ[1]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

مزید ارشاد فرمایا کہ تمہیں گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچانے کیلئے ایسا کامل معلم ﷺ عطا کیا جو علم و ہدایت عطا کرنے والا اور تمہارے نفوس کا تزکیہ کرنے والا ہے۔

---

1 الجمعة: 2

كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ :اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

اللہ کے سامنے سرخروئی و کامیابی حاصل کرنے، یعنی کہ تزکیہ نفس کرنے، بندگی میں آنے اور گمراہی سے نکلنے کیلئے اللہ نے احسان کرتے ہوئے امت کی آسانی کیلئے اپنا خاص بندہ اور رسول ﷺ بھیج دیا جس کی نسبت، سنگت و صحبت بندوں کے نفوس کو تزکیہ، خشیہ الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین کرکے ہدایت یافتہ بنادیتی ہے۔

1البقرۃ:151

طریقہ تعلیم و تربیت

انسان کو اللہ نے سیکھنے کی صلاحیت سے معمور کیا ہے۔اس کیلئے انسان کو حواس خمسہ عطا کیے ہیں۔دیکھنے، سننے، محسوس کرنے، چکھنے، سونگھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے، جس کا استعمال کر کے یہ اپنے علم میں اضافہ کرتا ہے۔فقط علم حاصل کر لینا، جان لینا نفع بخش نہیں ہوتا کہ یہ معلومات حاصل کرنا ہے۔علم کو عمل میں ڈھالنے کیلئے ایک اور جہت کی حاجت پھر بھی رہتی ہے اور وہ ہے طبیعت کا میلان، دل کا لگاؤ، جس طرح معلومات کی آماجگاہ ذہن ہے۔اسی طرح میلان، لگاؤ، چاہت اور محبت کا مرکز دل ہے۔

جیسا کہ کریم آقا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ،وَبَيْنَهُمَامُشَبَّهَاتٌ لَايَعْلَمُهَا كَثِيرٌمِنَ النَّاسِ،فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَلِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَاوَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَاإِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَاوَإِنَّ فِي الجَسَدِمُضْغَةً:

إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ[1]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان

حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[1]

ترجمہ: ہر چیز کیلئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی ذکر اللہ ہے۔

جب تک کہ معلومات جو انسان نے اپنے حواس کو بروئے کار لاتے ہوئے حاصل کی ہیں اس کے دل کو نہ بھا جائیں، طبیعت ان کی طرف مائل نہ ہو جائے، وہ اس کے عمل کا حصہ نہیں بنتی، گویا نفع بخش نہیں ہوتی۔

استاذ و مرشد کے کامل ہونے کا انحصار بھی اسی پر ہے کہ وہ ہر جہت پر یوں عبور رکھتا ہو کہ نہ صرف معلومات سے ذہن کو منور کر دے بلکہ ان کی حکمت کھول کر ذہن میں بٹھا دینے کے ساتھ ساتھ انہیں دل کا حصہ بنا کر اس پر علم کے ساتھ یوں مزاج آشنائی پیدا کر دے کہ وہ ذات کا حصہ بن کر عمل کی صورت میں جھلکنا دکھائی دینے لگے۔ یہ امر زندگی کے ہر پہلو میں کارگر ہے۔ تزکیہ نفس کے حصول کیلئے بھی یہی اصول کارفرما ہے کیونکہ تزکیہ نفس تو وہ فعل ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے۔ چونکہ جذبات واحساسات کا ماخذ دل ہے اور تزکیہ نفس کا تعلق بھی دل ہی کے ساتھ ہے۔

1 رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

مربّی اور رہبر کی صحبت

کامل واکمل رہبر ﷺ سے نوازنے اور ان کی صفات بیان کرنے کے بعد خالق کائنات نے ان سے بہرمند ہونے کا یہ اسلوب سکھایا کہ ہر نعمت کے حصول کا ذریعہ آقا کریم ﷺ کی ذات کو قرار دیا۔ اس حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ ان تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت صرف اور صرف بارگاہ نبوت ﷺ کے توسل سے ہی ملے گی۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ[1]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے خطبہ پڑھتے ہوئے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح

درست رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو (یا یہ فرمایا) یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بعینہٖ اس حدیث شریف کے مطابق ہی ہوا کرتا تھا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

ترجمہ: اور آپ اپنا بازو (رحمت و شفقت) ان مومنوں کے لیے بچھا دیجئے جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کرلی ہے۔

(الشعراء، 26:215)

صحابہ کرام کا صحبتِ نبوی ﷺ سے حصولِ تزکیہ واخلاص

کریم آقا ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں حق سورج کی روشنی سے بھی زیادہ بڑھ کے واضح تھا۔ آپ کے حسن و کمال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اسی لئے کائنات کی ہر چیز آپ کی اطاعت کے اندر خود کار تھی۔ جیسے سورج کا پلٹنا، شق قمر، درخت کا چلنا، جانوروں کا آپ سے بات کرنا اور دیگر معجزات مصطفیٰ ﷺ جن کو ایک ہی باب میں یکجا کرنا ممکنات کی حدوں کو پھلانگتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر فرق تھا تو صرف انسان کیلئے تھا کیونکہ صرف انسان تھا جو صاحب نفس تھا جس کی موجودگی کی وجہ سے اس کیساتھ میلان نہیں بنتا تھا۔ جن پاک نفوس کا میلان خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بن گیا ان کو اطاعت خداوندی بھی اس کی رضا کی خاطر ملی۔ جو لوگ محبت کے ساتھ اس طرح بیٹھے تو ان کے اندر اطاعت بھی آٹومیٹک آگئی۔ آذان سنتے ہی ان سے رہا نہیں جاتا تھا اور اگر تکبیر تحریمہ فوت ہو جاتی تھی تو اس کے غم میں ڈوب جاتے تھے اور ایسے روتے تھے جیسے گھر میں والدہ فوت ہو گئی ہو۔ اللہ سے معاملات بھی ان کے اس طرح اعلیٰ رتبے والے ہو گئے اور بندوں کے ساتھ بھی معاملات ایسے بنے کہ انکی مثال کا عکس بھی دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ اور اسی چیز نے ان کو صحابیت کا اعلیٰ درجہ دیا۔ بعد میں جتنے بھی لوگ خواہ کتنی

ہی عبادت کرنے والے بھی ہوں وہ سارے جمع بھی ہو جائیں ان کے پاؤں کی خاک کے مرتبے پر بھی نہیں ہو سکتے۔ حقیقی ادب، قلبی محبت اور صحبتِ مصطفیٰ ﷺ سے ان لوگوں کو جو معرفت الٰہی ملی اس نے ان کو اللہ کا ڈر دے دیا اور مخلوق کے ڈر سے ماوراء کر دیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ

سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ فِيمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ مِنْ الزِّنَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِهِ جُنُونٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزَنَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُولُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ فِی یَدِہِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِی بِالْحِجَارَۃِ قَالَ فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالکرضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کہ پاس آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو واپس جا، اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔ تو وہ تھوڑی دور ہی جا کر لوٹ آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لئے۔ لوٹ جا اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔ وہ تھوڑی دور جا کر لوٹا پھر آکر عرض کی اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کریں تو نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ چوتھی دفعہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے کس بارے میں پاک

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی

کروں؟اس نے عرض کیا زنا سے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا یہ دیوانہ ہے؟تو آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟تو ایک آدمی نے اٹھ کر اسے سونگھا اور اس سے شراب کی بد بو نہ پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے زنا کیا؟اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا اور لوگ اس کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یہ ہلاک ہو گیا اور اس کے گناہ نے اسے گھیر لیا اور دوسرے کہنے والے نے کہا کہ ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رکھ کر عرض کیا مجھے پتھروں سے قتل کر دیں۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم دو دن یا تین دن اسی بات پر ٹھہرے رہے یعنی اختلاف رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہکے لئے بخشش مانگو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر اس کو امت میں تقسیم کر دیا جاتا تو ان سب کے لئے کافی ہو جاتی۔

وہ کیا وجہ تھی کہ جب کسی کو ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے فعل کا پتا بھی نہیں تھا۔ کسی نے جانا بھی نہیں تھا کوئی گواہی بھی نہ تھی کوئی ثبوت بھی نہ تھا۔ وہ صرف اللہ کے سامنے اپنے آپ کو پاک کرنے کیلیئے وہ خود آکر پیش ہو رہے تھے۔ حضور ﷺ کی صحبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت نے ان کو ایسا اطاعت والا بنایا تھا، ایسا تزکیہ نفس کر دیا تھا، کہ ان کو اپنی کسی چیز کی غرض نہیں تھی۔ ان کو صرف اپنے مالک کی رضا سے غرض تھی۔ للہ رب العالمین کی وہ عمدہ ترین مثال ہیں۔ آج کتنا ہی عبادت گزار ہو اسکو مخلوق کا تو ڈر ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہمکو اللہ کے ساتھ معاملات کے علاوہ بندوں کے ساتھ معاملات کی درستگی اور تزکیہ نفس ادب و محبت کے ساتھ حضور ﷺ کی صحبت کی بدولت سے ملے۔

ابن ھشام نے اہل علم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ فضالہ بن عمیر بن ملوح رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے سال حضور اکرم ﷺ کو طواف کے دوران شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ جب وہ حضور ﷺ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا : کیا فضالہ ہے ؟ اس نے

عرض کیا: جی ہاں ! رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تواب کیا سوچ رہا تھا؟اس نے جواب دیا: کچھ نہیں بس اللہ کے ذکر میں مشغول تھا۔یہ سن کرآپ ﷺ مسکرائے، پھر فرمایا استغفار کرو۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اس کے دل کو سکون حاصل ہو گیا۔حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جونہی حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھایا مجھے آپ ﷺ کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو گئے۔حالانکہ پہلے ساری کائنات میں آپ ہی مجھے ہر چیز سے زیادہ ناپسند تھے۔ پھر میں اپنے اہل وعیال کی جانب روانہ ہوا۔راستے میں اس عورت کے پاس سے گزرا جس سے زمانہ جاہلیت میں میری بات چیت اور راہ و رسم تھی۔اس نے مجھ سے کہا: آجاؤ مجلس سجاؤ، کوئی میٹھی بات کرو۔میں نے کہا: نہیں ہر گز نہیں۔اس کے بعد حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ شعر کہے:

قَالَتْ هَلُمَّ إِلَى الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لَا ... يَأْبَى عَلَيْكِ اللهُ وَالْإِسْلَامُ

أَوَمَا رَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَقَبِيلَهُ ... بِالْفَتْحِ يَوْمَ تَكَسَّرُ الْأَصْنَامُ

لَرَأَيْتِ دِينَ اللهِ أَضْحَى بَيِّنًا ... وَالشِّرْكَ يَغْشَى وَجْهَهُ الْإِظْلَامُ[1]

[1] سیرت ابن ھشام، قسم ثانی، ص 417، البدایه والنهایه۔ جلد چهارم

ترجمہ: اس نے مجھ سے کہا آؤ میرے ساتھ گپ شپ لگاؤ۔ میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے اور دین اسلام نے اس (فحش مجلس آرائی) کی ممانعت کر دی ہے۔ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو فتح (مکہ) کے دن دیکھتی تو تجھے معلوم ہوتا کہ بت کس طرح پاش پاش کیے گئے تھے۔ تجھے پتا چل جاتا کہ اللہ کا دین کس طرح ہمارے درمیان روشن ہو گیا اور شرک کس طرح روسیاہ ہو کر برباد ہوا۔

صحبت میں تو وہ پہلے بھی تھے مگر دل میں محبت کا داخل ہونا تھا کہ ایسا تزکیہ نفس اور تصفیہِ قلب نصیب ہوا، دل یوں نافرمانی سے اچاٹ ہوا کہ اس عورت کی دعوت کے باوجود اس کی طرف مائل نہ ہوئے۔

گویا تزکیہ نفس کا حصول حسنِ نیت کے بعد صحبتِ صالحین سے ہے اور صحبت کی تاثیر کیلئے محبت سے معمور ہونا شرط ٹھہرا۔

صحبت نبوی ﷺ سے صحابہ کرام کا معیار ایمان

ہر چیز کی ایک ماہیت موجود ہوتی ہے جیسے کہ ٹھوس، اس کی ساخت ایسے کثیف بنی ہے کہ اس کی حفاظت کیلئے علیحدہ سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ٹھوس کو جیسے بھی جس جگہ رکھ دیا جائے وہ بغیر کسی بیرونی اثر کے اپنا وجود بچائے رکھے گی۔ مگر مائع ٹھوس سے ذرا کم کثیف اور لطیف ہے اور یہ اپنا وجود بچانے کیلئے کسی برتن وغیرہ کی محتاج ہے۔ مثلاً پانی اگر گلاس میں ڈال دیا جائے تو وہ محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح گیس اس مائع سے بھی کم کثیف اور لطیف ہے اور یہ اپنی بقا کیلئے اس سے بھی زیادہ حفاظت کی طالب ہے۔ اسلئے یہ نہ صرف برتن کی محتاج ہوتی ہے بلکہ ایسے برتن کی جس کا منہ بند ہو سکے۔ تب ہی گیس اپنا وجود بنائے ہوئے رہ سکتی ہے۔ اسی طرح نور ایمانی بھی ان سب سے زیادہ لطیف ہے۔ اور اس کی حفاظت کیلئے خداوند قدوس نے نظام بھی اتنا ہی زیادہ بہترین رکھا ہے۔ کہ یہ نور ایمانی اور تقویٰ ان نفوس قدسیہ کے سینے میں رکھا جو کہ انسانی اجزائے ترکیبی کی غلاظتوں اور سرکشیوں سے ہمہ تن پاک تھے۔ اسلئے ان نفوس میں گناہ کی طرف میلان نہ تھا۔ اور انہیں نفوس کو اللہ عزوجل نے انسانیت کی تربیت، اصلاح اور تزکیہ کیلئے ان ہی میں سے بھیجا۔ تاکہ خالق کی اطاعت میں رہنے کیساتھ مخلوق کو خالق کی

طرف مائل کر دیں۔اب نور ایمان کیلئے انہی نفوس قدسیہ کیساتھ دل کا تعلق ادب والا، محبت والا اور استقامت والا لازما ٹھہرا۔تاکہ اس نور ایمان کی کماحقہ نگہداشت ہوتی رہے۔در حقیقت انہی کے ساتھ قلب کی وابستگی کو نور ایمانی کیلئے لازما ٹھہرایا گیا۔اس لئے اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[1]

ترجمہ: سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یعنی چمٹے رہو ان کے ساتھ جڑے رہو۔اور اسی وجہ سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درجہ ملا اور اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی حقیقت ایمان سے مشرف ہوئے اور تقویٰ اور طہارت آٹو میٹکلی (Automatically) ان کے اقوال و افعال میں آ گئی۔اور ان کے نفوس اصلاح پذیر ہو گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ ادب اور محبت کیساتھ حضور سرور کائنات ﷺ کی صحبت سے وابستہ تھے اسی وجہ سے وہ جانتے تھے کہ دیدار مصطفیٰ ﷺ اور صحبت

[1] التوبۃ: 119

مصطفیٰ ﷺ سے ایمان کے معیار میں کس قدر بلندیاں اور رفعتیں نصیب ہوتی ہیں۔

اس بات کا اندازہ ہمیں اس روایت سے ہو گا کہ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَوَاللهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً[1]

ترجمہ : حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے کاتب حنظلہ اسیدیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حنظلہ کیا ہوا؟ عرض کیا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ! حنظلہ منافق ہو گیا۔ اس لئے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہم اس طرح ہوتے ہیں گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب ہم آپ ﷺ کی مجلس سے لوٹتے ہیں تو اپنی بیویوں اور سامان دنیا میں مشغول ہو کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ تجھے کیا ہوا۔ عرض کیا۔ میں منافق ہو گیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکہ جب ہم

---

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب صفة القيامة

آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن جب ہم اپنے گھر بار اور بیویوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان نصیحتوں کا اکثر حصہ بھول جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اس حال پر باقی رہو جس پر میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہاری مجالس، تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی۔

پیش آمدہ امت کیلئے حصولِ تزکیہ نفس۔صحبتِ اولیاء وصالحین

تزکیہ نفس کے حصول اور قربِ الٰہی کیلئے صحبت مبارکہ اختیار کرنے کا حکم نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جَاءُوكَ فرما کر تزکیہ نفس اور حصولِ توبہ کیلئے حضور ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہی طریق آنے والی امت کیلئے بھی قرآنی نص کے عین مطابق حکم جاری فرمایا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔

ایمان والوں کو خطاب فرمایا گیا کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، ڈرتے رہو اور یہ حالت کیسے میسر آئے گی؟ بتا دیا گیا کہ صادقین، صالحین، اللہ والوں کی نسبت و صحبت میں رہو یہ نسبت سنگت و صحبت تمہارے دلوں کو تقویٰ والا بنا کر تزکیہ نفس عطا کر دے گی۔ ارشاد پاک میں لفظ "کونوا" کا ذکر آیا۔ یہ فعل امر ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ

1التوبہ:119

اور صالحین کی نسبت و سنگت میں رکھو تا کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو جائے اور تمہاری زندگیاں منشاء الٰہی کے مطابق ہو جائیں۔

مزید فرمایا گیا:

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ[1]

ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمت احسان شعار لوگوں (یعنی نیکوکاروں) کے قریب ہوتی ہے۔

واضح طور پر فرمایا گیا کہ رحمت کی تلاش ہو تو محبین اور عارفین کے قرب میں چلے آؤ۔ اور پھر ان صادقین کی صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کیے رکھو تا کہ رحمتوں کا رخ تمہاری جانب رہے اور تمہیں تزکیہ نفس حاصل ہو جائے، خشیت الٰہی تمہارے قلوب کا حصہ رہے۔ تا کہ ترکِ معصیت اور اصلاح احوال بلا تکلف عمل میں جاری ہو سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں انقلاب آقا کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے تھا۔ پیرِ کامل کے ساتھ نسبت اختیار کرنے اور اس فیض رساں صحبت کو اختیار کئے

---

1 الاعراف:56

رکھنے کا اعجاز تھا کہ انہیں رضائے الٰہی کی سند عطا ہوئی اور قرآن میں متعدد مقامات پر انہیں رضی اللہ عنھم سے پکار کر یہ اعزاز عطا کیا گیا۔ سلسلہ نبوت پورا ہونے کے بعد بھی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور بندگی کے حصول کا یہی طریقہ جاری رہا اور قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خداوندی حاصل کی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کیلئے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔[1]

[1] خرجه بخاری فی الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو علماء کی صحبت میں بیٹھا تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھا۔[1]

1 کنزالعمال، حرف العین، کتاب العلم، قسم الاقوال، الباب الاول فی الترغیب فیہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّوْبَةِ اجْلِسُوا إِلَى التَّوَّابِينَ فَإِنَّهُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً[1]

ترجمہ: علماء کی مجالس سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[2]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سے وہی ڈرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرنے میں رہتے ہیں جو اللہ کی حقیقی پہچان رکھتے ہیں۔ یہاں پر العلماء میں ال تخصیص کیلئے آیا ہے یعنی صرف ظاہری و دنیاوی علم والا نبی کا وارث نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت سے مزین، رسول اللہ ﷺ کے سینے والے نور ایمان و معرفت الٰہی کے حاملین علماء کی بات فرمائی گئی۔

---

[1] احیاء علوم الدین، کتاب ترتیب الاوراد و تفصیل احیاء اللیل

[2] الفاطر:28

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهٖ[1]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر ہوتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہے اپنے بندوں پر۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یتلوا علیھم والے پہلو کے ساتھ ساتھ یزکیھم کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ علم باطنی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کا اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزھد رقم 34361؛ البیھقی فی شعب الایمان، رقم 1686؛ مشکاۃ المصابیح، رقم 270؛ سنن الدارمی، رقم 374؛ الترغیب والترھیب، رقم 139؛ الزھد والرقائق لابن مبارک، رقم 1161

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد وہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کیلئے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین علیھم الرحمہ کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔ معلومات، ان کا فہم و حکمت اور پھر سب سے بڑھ کر تزکیہ نفس، یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے، ان کی حکمت حاصل ہونے سے "مراد بہ" کا شعور و ادراک حاصل ہوتا ہے۔

مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور

دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہدایت کا یہ سلسلہ اولیائے کرام علیهم الرحمہ کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

نسبت و صحبتِ اولیاء و صالحین

کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی سچے غلام سے محبت کی تو وہ بھی محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نہ رہا۔ گویا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے مزین فردِ صالح کے ساتھ قلبی تعلق قائم ہونے سے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سر چشمے ضرور پھوٹتے ہیں اور وہ دل ہدایت سے خالی نہیں رہتا۔ مگر جو دل اعتراض سے پُر ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رہ کر بھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے باوجود بھی ہدایت یافتہ نہیں ہوا۔

تاریخ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عمرو ابن ہشام (ابو جہل) کی واضح مثال موجود ہے۔ محبت کے مواقع میسر آنے کے باوجود قلبی تعلق سے اعتراض کی بنا پر محروم رہا اور ہدایت سے کوسوں دور رہا۔ مگر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ سے قرآن کی آیات سن کر خوب جلال کا اظہار کیا۔ مگر بس ایک لحظہ کیلئے بہن کیلئے محبت دل میں جاگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کی ان سے نسبت رکھنے والی ہستی کی محبت کا اعجاز تھا جس نے ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو پیوست کر دیا اور یوں وہ جو معاذاللہ قتل کے ارادے سے نکلے تھے خود اپنی جان وارنے پر تیار ہو گئے۔

یہ دین ہمیشہ کیلئے آیا ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔اسلئے صالحین کی صحبت سنگت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ جو لگتے رہے ان کے اندر بھی یہ انقلاب آتا گیا۔ تو تاریخ میں ان جیسی کئی ہستیاں ہیں جیسے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آنے والوں کے اندر سے نفوس کس طرح اطاعت والے بنے۔اور وہ اس اطاعت کی وجہ سے پورے کے پورے سنت مطہرہ میں آگئے۔ پھر اسی طرح خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نوے لاکھ مسلمان ہو کر مرید ہوئے کیا ان کے صرف نام ہی بدلے تھے یا کردار، اخلاق اور اطوار بھی بدل گئے تھے؟ وہ مکمل دین کے احکام کو پورا کرتے ہوئے سرتاپا شریعت کے رنگ میں رنگے گئے اور اسی طرح مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اکبر بادشاہ نے نئے دین کی بنیاد رکھی تو کئی علماء بھی اس کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ جن کے قلب منور میں حضور ﷺ کے سینے کی دولت موجود تھی۔آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی اور آپ نے اس وقت میں بھی اللہ کے احکامات کو اجاگر فرمایا اور ایک ہزار سال کے مجدد بنے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی صحبت اور ادب والوں نے

اس دور میں دین اسلام کی کماحقہ چاشنی بھی پائی۔اور الحمد للہ دور حاضر میں محبوب سبحان مجدد دوراں مرشد جہاں ابوالحبیب حضرت آخوندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی و خراسانی المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان والا شان اور خلفاء عظام خصوصاً خلیفہ اجل غوث جہاں ،طبیب روحاں ، ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت برکاتہم القدسیہ اوران کے وابستگان بھی اسی دولت سے مزین ہیں کہ جو کوئی بھی ان کی صحبت و سنگت میں بیٹھنے والا اپنے دل کے ادب ،محبت اور سنگت پر استقامت کوملحوظ خاطر رکھتاہے وہ سرتاپاشریعت کانمونہ نظرآتاہےاور مکارم اخلاق،تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کرتاہےاور اسکے نفس کواطاعت نصیب ہوتی ہے۔لیکن اطاعت اسکی ان صحبتوں کیساتھ امانت کی طرح ہے۔اس کی مثال اس طرح ہے کہ ان صحبتوں کی وجہ سے ان کے اوپر انوار و تجلیات کی بارش رہتی تھی۔اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں سے فعلیہ صفات کالطیفہ قلب کے اوپر، ثمانیہ ثبوتیہ حقیقیہ کا لطیفہ روح کے اوپر، شیونات کا لطیفہ سر کے اوپر، سلبیہ صفات کا لطیفہ خفی کے اوپر اور شان جامع کا لطیفہ اخفیٰ کے اوپر انوار و تجلیات کی بارش رہتی ہے تو یہ نفس اس میں نہا جاتاہے۔اسی طرح جس طرح ایک چوزے کو پکڑ کر پانی میں ڈبودیں۔ تو وہ بالکل سکڑا ہوتاہے۔اسی طرح صحبت شیخ کے اندر

اس کے نفس کی یہ حالت ہوتی ہے لیکن جب زمانے کی تھوڑی ہوا لگتی ہے تو وہ پر پھڑ پھڑا کر پہلے سے بھی زیادہ اچھلنا کودنا شروع کر دیتا ہے۔اسلئے اگر اس کے اوپر یہ تبدیلی آتی ہے تو یہ مرہون منت ہے لگاتار اس نظر کی جو مرشد اس پر کرتا ہے۔اس لئے مرید کا اپنے مرشد کے ساتھ رابطے میں رہنا بہت ضروری ہے کیونکہ اسی سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ شریعت مطہرہ پر عمل کرنا نفس کو اطاعت کا ذریعہ بناتی ہے۔اور یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب اسکی رغبت پیدا ہو جائے۔

مثلاً کوئی اپنی چاہت سے کسی کو فائیو سٹار ہوٹل(Five Star Hotel) میں کھانا کھلا دے گا مگر اسی کو اگر کہو کہ مجھے چائے پلا دے تو اس کو بوجھ لگے گا۔اسی طرح اپنی چاہت کے ساتھ نیکی جتنی مرضی کر لے چاہے پوری رات عبادت کر لے مگر داڑھی رکھنا، عمامہ باندھنا، مسواک کرنا اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنا یعنی اپنی تنہائیوں میں پاکیزگی کا خیال رکھنا اور اس میں استقامت اختیار کرنا بوجھ لگے گا۔اسی طرح اگر بیٹے کے ولیمے پر لاکھوں خرچ کر لے، لوگوں کو صدقہ خیرات کر دے مگر زکوۃ دینا تاوان کی طرح لگے گا۔لیکن اس کو اگر اللہ سے محبت ہو گی تو اللہ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس کو بوجھ نہیں لگے

گا۔ آج تحدیث باالنعمت کی بات ہے کہ میرے مرشد کی صحبت اور سنگت میں ادب کے ساتھ جس نے محبت کے (Criteria) معیار اور ادب کو استقامت کیساتھ پورا کیا وہ شریعت مطہرہ کا نمونہ نظر آتا ہے۔ خداوند کریم کے احکامات کے مطابق نظر آتا ہے۔ اسلئے کہا گیا کہ، میرا اور تیرا علاج نظر کے بغیر اور کچھ نہیں

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

درج بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل اولیائے کرام علیہم الرحمہ کی صحبت ہی وہ حقیقی جگہیں ہیں کہ جہاں تزکیہ نفس کی تمام جہات کو اختیار کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ تزکیہ نفس کا دستور کتابوں میں بھرا پڑا ہے۔ لیکن تزکیہ نفس کی حقیقت پانے کیلئے کسی مرد قلندر کی نگاہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کامل ہستیوں کے صدقے سے ہمیں بھی حقیقی تزکیہ نفس اور حقیقی بندگی نصیب کرے۔ چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد وہدایت معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کیلئے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا۔ صحبت میں قائم رہا، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔

یہ تین جہات (معلومات)، ان کا (فہم و حکمت) اور پھر سب سے بڑھ (تزکیہ نفس) یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے، ان کی حکمت حاصل ہونے سے "مراد بہ" کا شعور وادراک حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے

ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہدایت کا یہ سلسلہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

مرشد کامل کے ساتھ محبت اور قلبی تعلق

صحبت صالح بے شک تزکیہ نفس کے حصول کا پہلا زینہ ہے مگر اس صحبت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا اس سے بھی کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ صحبت مبارکہ سے فیض یاب ہونے، اور اس سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کیلیئے یہ آداب گویا شرط کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

صحبت صالح کی تاثیر پانے کیلیئے پہلی شرط محبت ہے۔ قلبی تعلق قائم ہوئے بغیر صحبت کا اثر پذیر ہو جانا محال ہے۔جب تک اس استاذ رہبر رہنما کے ساتھ محبت اور ادب والا قلبی تعلق نہ بنے تب تک بات ادھوری رہتی ہے۔اسی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[1]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب میں نہیں ہوتا۔

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان

یعنی جب تک میں تم کو ہر چیز سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا تمہارا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اسلئے ان کے ساتھ محبت اور ادب کا تعلق تھا جس نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم پر اثرات مرتب کئے۔

آقا کریم ﷺ کی زندگی مبارکہ اُمت کیلئے واضح اور روشن مثالوں سے معمور ہے۔

آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ میں تو بہت سے لوگ رہے مگر نورِ ہدایت سے فیض یاب وہی ہوئے جن کے دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہوئے۔

یہ محبت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی اسی لئے توان کی تمام عبادات سے بڑھ کر عبادت چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت تھی ۔اسی محبت میں وہ ہمہ وقت اپنا مال، جان، گھر، بار آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے لٹانے پر تیار رہتے تھے۔ **حکم ماننا اطاعت ہے کامل ترین عشق اور محبت میں ڈوب کر وارفتگی کے ساتھ بلا تکلف حکم کو بجا** لانا عبادت ہے۔ اس طرح کہ پہلے یہ ہوتی نہیں تھی اب اس کے بغیر رہا نہ جائے۔ ورنہ ایک سینئر آفیسر (Senior Officer) کا ایک جونیئر آفیسر (Junior Officer) حکم مانتا ہے اطاعت وہ بھی ہے۔ لیکن جب اطاعت خداوندی اس کے اندر وہ جذبہ پیدا کر دے کہ وہ اس کے بغیر رہ نہ سکے یہ فقط اس محبت اور الفت کی وجہ سے ہے جو اس کی اپنے استاذ رہبر

رہنما کیساتھ ہوتی ہے۔اب اس استاذ رہبر رہنما کیساتھ جو جذبہ اس کو ادب کی وجہ سے ملا ہے تو وہ جس کا حکم مان رہا ہے۔اس کیساتھ بھی اس کا محبت والا،ادب والا، شوق والا ،الفت والا جذبہ بن رہا ہوتا ہے۔اب یہ حکم خدا کو صرف اطاعت نہیں بلکہ عبادت کے طور پر مان رہا ہے کیونکہ اب یہ بلا تکلف اور وارفتگی سے مان رہا ہے۔ یہ کامل محبت تھی جس نے اندر ایسی محبت پیدا کردی کہ جس کے بارے میں فرمان خداوندی ہے کہ،

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[1]

ترجمہ: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں

جن کو حضور ﷺ سے محبت ہوئی وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شدید محبت میں آ گئے۔ وہ ادب، محبت، نسبت اور صحبت اطاعت کا باعث بنی اور اس کیلئے ادب شرط ہے۔ حضور ﷺ کی صحبت میں ابو جہل کو ایمان نصیب کیوں نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اعتراض والا تھا محبت سے خالی تھا بے ادب تھا۔ آپ ﷺ کی صحبت میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عثمان المعروف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو زیادہ مقام کیوں ملا؟ اسی لئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ محبت کی اور محبت کے تقاضے آپ نے پورے فرمائے اور یہ تقاضے اگر کسی نے

[1] البقرۃ: 165

صحیح معنوں میں پورے کئے تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے وہ خود فرماتے ہیں مجھے تین چیزیں پسند ہیں:

اَلنَّظْرُ اِلَیْکَ وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ[1]

ترجمہ :(۱) آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا دیدار کرتے رہنا (۲) آپ ﷺ پر اپنامال خرچ کرنا(۳) آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔

حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عثمان المعروف ابو بکر صدیقرضی اللہ عنہ کو یہ مقام کیوں ملا آپ نے فرمایا: نہ کثرت عبادات سے نہ صدقہ و خیرات سے نہ روزے اور نماز سے بلکہ حضور ﷺ سے تعلق میں جو ان کے اندر اخلاص پیدا ہوا تھا اسکی وجہ سے اس کے اندر یہ دولت پہنچی ہے۔

---

[1] حقی، تفسیر روح البیان، سورۃ 12 یوسف، آیت 21

محبت کے ساتھ صحبتِ صالح کا امتزاج اور اس کی تاثیر

محبت اور صحبت کا یہ امتزاج تھا جس نے دلوں کو ماننے والا بناڈالا تھا۔ تزکیہ نفس کر کے طبیعت کو شریعت میں یوں ڈھال دیا تھا کہ ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے صرف ہوتا تھا۔ وہ فقط اطاعت تک محدود نہ تھے بلکہ عبادت کی اصل ان کی زندگی کا مقصد بن چکی تھی پھر بھلا تزکیہ نفس کیونکر حاصل نہ ہوتا، منہیات ان سے دور کیسے نہ ہوتی کہ وہ محض مجبوراً حکم کی تکمیل نہیں کرتے تھے بلکہ محبت اور وارفتگی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ محبوب کی خفگی کے خوف سے ان کا خیال بھی اس طرف نہ جاتا تھا کہ جس امر سے رک جانے کا حکم دیا گیا ہو۔ نافرمانی کی ماہیت یوں واضح تھی، کہ وہ حقیقتاً معصیت سے گھن محسوس کرتے ہوئے اس کے قریب بھی جانا گوارہ نہ کرتے۔ اگر کبھی بشری تقاضا کے باعث سستی ہو جاتی تو کوئی بہانہ گھڑنے کے بجائے نافرمانی کے داغ سے پاک ہونے کی فکر دامن گیر ہو جاتی۔ وہ ہمہ وقت تزکیہ نفس اور قربِ الٰہی کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ محبت رسول ﷺ اور صحبتِ مبارکہ کا یہ اعجاز تھا کہ وہ فرض، سنت تو ترک ہو نادر کنار، مستحب چھوٹ جانے پر خوف زدہ ہو جاتے اور خشیت الٰہی ان پر طاری ہو جاتی۔ محبتِ رسول ﷺ کی شدت نے انہیں اشد حباً للہ کی صفت سے نواز دیا تھا۔

خود احتسابی کا یہ عالم تھا کہ وہ سب احسان کے درجہ پر فائز تھے۔اب ان کا حکم ماننا فقط اطاعت نہیں تھا بلکہ حقیقی تزکیہ نفس نے انہیں حقیقی بندگی عطا کر دی تھی۔ایسی بندگی اصلاً مقصدِ حیات ہے۔ان کی عبادت محبت سے یوں لبریز ہوتی تھی کہ کسی لمحہ یادالٰہی سے دور رہنا سوہانِ روح محسوس ہوتا تھا۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

ترجمہ: یہ نبیِّ (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں

(الأحزاب، 33: 6)

جاننے سے ماننے تک کا سفر

انسان علم کیساتھ یہ جانتا تو ہے کہ یہ فرمان خداوندی ہے اس پر عمل کرنا چاہیے لیکن اس کے اندر ماننا یعنی اس پر ایمان لانا مشکل ہوتا ہے کہ وہ اس چیز کو کرے اور اسکے بغیر اس سے رہا ہی نہ جاسکے اور عبادت کے طور پر اطاعت کرے۔ درج بالا مثالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ان لوگوں نے صرف جانا ہی نہیں اس کو حقیقت میں اندر سے مانا بھی ہے۔ تو نفس اس طرح جب ماننا شروع کرتا ہے۔ تو پھر اطاعت کی طرف آتا ہے کیونکہ ماننا ہی اصل ایمان ہے۔ مثلاً ہم اپنے بھائی کو جانتے ہیں۔ لیکن انہوں نے غیر کو اپنا بھائی مانا۔ اسی طرح ہم نافرمانی اور گناہ کو جانتے ہیں۔ لیکن انہوں نے گناہ کو گناہ مانا۔ کہ گناہ نجس ہے۔ ہم پاخانے اور پیشاب کو نجس مانتے ہیں۔ اسلئے اس سے دور رہتے ہیں۔ انہوں نے ہر نافرمانی کو نجس مانتے ہوئے اس سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ ہم تقویٰ اور طہارت کی مثالیں جانتے ہیں۔ ان کے دلوں نے تقویٰ اور طہارت کو مانا۔ اور وہ تقویٰ اور طہارت کا بے نظیر نمونہ بن گئے۔ اسی طرح ان کی صورت ایمان سے حقیقت ایمان کا سفر، اور صورت اطاعت سے حقیقت اطاعت کا سفر ان کو صحبت مبارکہ سے ملا۔ اسلئے تیرا میرا علاج نظر کے بغیر اور کچھ نہیں۔ اسلئے نفس کے شر سے محفوظ ہونے کا ایک ہی طریقہ

ہے کہ ادب، محبت کیساتھ نسبت کے تقاضے پورے کئے جائیں استقامت اور پارسائی اختیار کی جائے۔ جن نفوس نے یہ تقاضے پورے کئے تو پھر چاہے وہ زن ہو زر ہو زمین ہو وہی اس کو اطاعت خداوندی اور ادب و محبت استاذ رہبر رہنما کی طرف لے کے جاتی ہے ۔اور جب اپنی چاہت اسکی ختم ہو گئی تو نہ صرف اسکا معاملہ اللہ سے صحیح ہو جائے گا بلکہ انسانوں کا ایک دوسرے سے بھی صحیح ہو جائے گا۔ کیونکہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ[1]

ترجمہ: مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا۔

اب یہ اطاعت گزار ہوتا ہے ماننے والا ہوتا ہے۔ جب یہ ماننے والا بنتا ہے تو نہ صرف اللہ کو ماننے والا جس طرح اللہ کی شان ہے کہ وہ سمیع و بصیر ہے تو ہر لمحے اس کا دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کرے جو کہ اللہ کو ناپسند ہو اور نہ ایسا کام کرے جو کہ اللہ کو ناگوار گزرے۔ اسی طرح جب گناہ کو اس نے مانا کہ وہ نجس ہے تو گناہ سے دور ہو گیا۔ نیکی اس نے مانی کہ اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے تو اس کی طرف اس کا میلان پیدا ہوا۔ اب اخلاقیات کے اعلیٰ پیمانوں میں اگر غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک طرف

[1] اخرجه البيهقي في السنن الكبرىٰ، كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الاخلاق و معاليها

رکھیں۔اور دوسری طرف ایک طویل اخلاقیات سے لبریز لسٹ بنائیں تو وہ لسٹ پست رہ جائے گی مگر غلامان مصطفیٰ ﷺ ان سب پر ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے اعلیٰ فوقیت کیساتھ نظر آئیں گے۔ یہ تھاوہ طریقہ تعلیم جس میں قلوب ادب مصطفیٰ ﷺ کیساتھ مزین تھے اور پھر صحبت مصطفیٰ ﷺ کی چاشنی ان کو دنیا میں لازوال بنا گئی۔اسلئے ضرورت ہے اس ادب کی اس محبت کی اس عشق اس الفت کی اس ارادت کی جو مرید کے اندر اپنے پیر کیلیئے ہو۔1400سال کی تاریخ بھی اسی چیز پر دال ہے۔

ادب اور محبت سے صحبتِ مرشد کامل میں بیٹھنے سے اثر کیسے ہوتا ہے؟

وہ اثر ہدایت کیساتھ ہوتا ہے اور ہدایت نور ہے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی[1]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

اب ہدایت کا ذریعہ اللہ کا کلام ہے۔

هُدًی لِّلنَّاسِ[2]

ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت۔

هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ[3]

ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

لیکن یہ ہدایت ہونے کے باوجود یہ ہدایت بندے کے اندر کھلتی نہیں، وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتا۔ جس طرح قرآن میں حکم ہے نماز پڑھو، اب علم کیساتھ عقل والے بندے کو

---

[1] الفتح: 28

[2] البقرۃ: 185

[3] البقرۃ: 2

توپڑھنی چاہیے۔ لیکن اس کا نفس پڑھنے کی طرف راغب نہیں ہوتا تو وہ نماز ادا نہیں کرتا، کیونکہ اس کے اندر ابھی ہدایت داخل نہیں ہوئی، اس کے ساتھ تو موجود ہے۔ اسکی مثال اس طرح ہے کہ پانی میٹھا کرنا ہو تو اس کے اندر چینی گھولنے کی ضرورت ہے۔ چینی اس کے ساتھ رکھنے سے پانی میٹھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ ہدایت وہ نور ہے جب تک اسکے نفس کے اندر داخل نہ ہو اسکو ہدایت والا نہیں بناتا۔ تو اللہ نے قرآن لوگوں کو ہدایت تقسیم کرنے کیلئے دیا تھا اسلئے پورے قرآن کا نور و ہدایت اور ہر خشک اور تر کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر مبارک میں ڈالا۔ اسلئے حضور ﷺ کا علم مبارک تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ[1]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا، اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

---

[1] النور: 35

اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور بھرا دل ہے۔اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔اور اس پر استقامت اختیار کی۔اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوااور اسکو سمجھنے والے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

اللہ نے اسی لئے اس نفس کو اپنے معرفت کیلئے قرآن میں فرمایا۔

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[1]

ترجمہ:اور اپنے رب کو اپنے دل(نفس) میں یاد کروزاری(گڑگڑاتے)اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔

آیت مبارکہ میں آیا کہ اس نفس میں اپنے رب کو یاد کر۔کسی چیز کو بار بار پڑھنا یاد کرنا ہوتا ہے لیکن یہ یاد اثر پذیر نہیں ہوتی کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

تے تسبیح دا توکسی ہو یوں دل دامنقہ اک نہ سٹیں گنے سہ ہزارویاں

[1] الاعراف: 205

جب تک اس دل کے اندر یاد پختہ نہ ہو جائے اتنی دیر تک یہ دل کو یاد نہیں ہوتی۔ اس لئے جب تک اس کے اندر وہ یاد نہ پہنچے جس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[1]

ترجمہ: میری آنکھیں سو جاتی ہیں دل نہیں سوتا۔

نبی پاک ﷺ کے ساتھ نسبت میں آنے والوں کے سینوں پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک لگنے کی دیر تھی۔ کہ ان کے تمام لطائف کے اندر اللہ کا ذکر اور پھر کلمہ جو افضل الذکر ہے جاری ہو جاتا تھا اور اب اس نفس کو اللہ کی یاد آگئی اب اس نفس کو اپنا آپ چھوڑ کر اپنا رب رب لگنا شروع ہوا۔ پھر یہ نفس اطاعت والا بنا اسی لئے انہوں نے بھی اپنے اسلوب میں یہ سیکھایا جیسے سلطان باہو علیہ الرحمہ کا کلام ہے کہ

جنہاں حقیقی پایا مونہوں نہ الاوت ہو
ذکر فکر وچ رہن ہمیشہ دم نوں قید لگاون ہو
نفسی قلبی روحی سری اخفیٰ خفی کماون ہو
میں تنہاں توں جیڑے ہک نگاہ جیواون ہو

---

1 اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ

اور یہ ان کو معرفت خداوندی کی طرف راغب کرتا تھا۔اور اس کی وجہ سے وہ نفس اطاعت والے بن جایا کرتے تھے۔اسلئے نفس کی شر سے محفوظ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرشد کامل کے ساتھ ادب اور محبت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس صحبت اور سنگت کو اپنی ہر چیز سے زیادہ مقدم جانے تو وہ اپنے نفس کے شر سے محفوظ ہوسکتا ہے۔

اسلئے لگاتار اپنے مرشد کیساتھ اسکی حب کا قائم رہنا لازم ہے۔یہ اس کا اس امر کیلئے مرہون منت ہے یہ امانت کے طور پر ہے۔اس لئے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم جو اصلی حقیقی مرشد کی صحبت سے مزین تھے ان کا فرمان ہے۔کہ ابھی ہم نے حضور ﷺ کو قبر میں ڈالا ہی تھا تو ہمارے دل اس طرح ہو گئے جیسے سورج کے سامنے بادل آگئے ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا[1]

[1] اخرجه الترمذی فی الصحیح، کتاب ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب من فضل النبی ﷺ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ (پہلے پہل) مدینہ میں داخل ہوئے تو اس کی ہر چیز پر نور ہوگئی، پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو اس کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ہم سب کیلئے یہ بات سوچنے کی ضرورت ہے کہ حضور ﷺ کے ظاہری پردہ پوشی کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی۔ تو ہماری کیا حالت ہونی چاہیے جب ہم اپنے کامل شیخ کے سامنے رابطے میں نہ ہوں پھر ہمارے قلوب کی کیا کیفیت ہوگی اور کیا ہونی چاہیے۔

اس لئے اس نفس کے کنٹرول کیلئے جو چیزیں ہونی چاہیے وہ ہے اخلاص، محبت، ادب، قربِ شیخ اور ان پر استقامت پھر امانتاً اس کیلئے ذکر واذکار کی دولت کی طرف توجہ دینا اور ان سب سے بڑھ کر قول و فعل کے حرام سے بچنا تاکہ ان صفات کی معرفت ملتی جائے اور ذات سے محبت بڑھتی جائے۔ اسلئے ہمارے مشائخ ہر وقت یہ دعا

مانگتے ہیں: الھی انت مقصودی و رضاك مطلوبی اعطنی محبۃ ذاتك و معرفۃ صفاتك

اور یہ صحبت شیخ کے بغیر ممکن نہیں۔

جس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

یار بایدرا ہر اتنہا مرد

بے قلاوُزاندریں صحرا مرد

بدون شیخ کامل کے اس راہ میں قدم رکھنا ایسا ہے جیسا کہ بدون طبیب حاذق کے کوئی شخص اپنا علاج خود کرنا چاہے۔ گو کتاب ہی دیکھ کر کرے کیونکہ کتاب کو بھی طبیب ہی سمجھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر مرشد کامل انسان بندہ نہیں بنتا۔

انسان جب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے تو زبان خلق (زبان قال) سے اور تصدیق قلب سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اس اقرار کے ساتھ ظاہری طور پر نظر آنے والے معبودان باطلہ سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اب سورج، چاند، ستاروں، آگ اور بتوں وغیرہ کو نہیں پوجتا یہ باطل خدا ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے اندر جو نفس ہے وہ خود کو خدا کا مقابل سمجھتا ہے، اپنی مرضی کرتا ہے اور چاہتا ہے ساری دنیا اس کی مرضی کے تابع ہو ، یہ نفس اگر تزکیہ والا ہو جائے تو اسے اللہ کی ماننا آ جاتا ہے۔

موت بھی اگر آتی ہے تو اس نفس کو قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد پاک ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ[1]

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یہ نہیں کہا گیا کہ اس کا جسم مر جائے گا اس کی روح مر جائے گی جب انسان مرتا ہے تو اس کے مادے کے ہونے سے جسم ہے، بغیر مادے Material کی چیز روح نکل جاتی ہے اور اس میں زندگی کا تحرک ختم ہو جاتا ہے یہی اس نفس کی موت ہے اس کے بعد روح تو اپنی جگہ موجود ہے جسم فنا ہو کر مٹی میں مل جاتا ہے-روز حشر اللہ کے حکم سے جسم دوبارہ تخلیق ہو گا اور صرف تخلیق ہونے سے زندہ نہیں ہو جائے گا بلکہ حکم ربی سے جب اس میں روح دوبارہ داخل ہو گی تو اتصال روح سے اس میں زندگی کا جوہر پیدا ہو جائے گا یعنی کہ نفس دوبارہ بیدار ہو جائے گا اور اسی نفس سے حساب کتاب ہو گا۔

یہ نفس اگر اطاعت والا ہو گا، تزکیہ والا ہو گا، تو اسی کی وجہ سے اس کو اللہ کی قربت ملے گی اور اگر خرابی والا ہو گا تو اپنی مرضی ہی کرے گا رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان حدیث قدسی ہے۔

---

[1] العنکبوت:57

عَبْدِی تُرِیدُ وَأُرِیدُ وَلَا یَکُونُ إِلَّا مَا أُرِیدُ، فَإِنْ رَضِیتَ بِمَا أُرِیدُ کَفَیْتُكَ فِیمَا تُرِیدُ، وَإِنْ لَمْ تَرْضَ بِمَا أُرِیدُ أَتْعَبْتُكَ فِیمَا تُرِیدُ، ثُمَّ لَا یَکُونُ إِلَّا مَا أُرِیدُ[1]

ترجمہ :اے میرے بندے! ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے، اگر تو میری چاہت پر اپنی چاہت کو قربان کردے تو میں تیری چاہت میں تیری کفایت کروں گا اور ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔ اور اگر تو میری چاہت پر اپنی چاہت کو قربان نہ کرے ،تو میں تم کو تیری چاہت میں تھکا دونگا اور ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔

یعنی کہ ایک انسان کی مرضی ہے اس کے اندر والے نفس کی مرضی ہے اور ایک اس کے بنانے والے، اس کی تخلیق کرنے والے مالک، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی (بلا کیف) ہے اگر انسان اپنے مالک کی مرضی میں ڈھل گیا تو کامیاب ہوگیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا مالک کائنات نے انسان کو ضائع کرنے کے لئے بنایا ہے خالق کل جہاں تو انسان کیلئے اتنے انتظامات کیے اتنی نعمتیں بنائی کہ گننے میں بھی نہیں آسکتیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[1]

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو غور کرنا چاہیے کہ کیا اللہ نے انسان کو ضائع ہونے کے لئے بنایا ہے؟ انسان بھی جب کوئی چیز بنائے یا خریدے تو اس چیز کو استعمال کے بعد نہیں پھینکتا بلکہ کسی اور مصرف میں استعمال کرتا ہے کپڑا بھی اگر پرانا ہو جائے تو پھینکا نہیں جاتا بلکہ کسی اور کام مثلاً صفائی وغیرہ میں استعمال ہو جاتا ہے اسی طرح خالق کائنات نے کیا انسان کو ضائع ہونے کے لئے بنایا ہے؟ اللہ باری تعالیٰ تو اس کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا ہے ارشاد ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ[2]

ترجمہ: بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

---

[1] النحل: 18

[2] التین: 4

لیکن یہ خود اللہ کی نافرمانی میں آکر اپنے نفس، اپنی طبیعت، اپنی مرضی کے پیچھے چل کر خود کو ضائع کرتا ہے۔

انسان نے خود اپنے من کے اندر گندگی ڈالی نافرمانی گناہ ہے اور گناہ نجس اور پلیدی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[1]

ترجمہ: (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان اعمال (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اس لئے آیتیں ان کے دل پر اثر نہیں کرتیں)۔

گویا کہ اے انسان تیرے کسب کی وجہ سے تیرے اندر یہ زنگ لگتا ہے، تیرے اندر خرابی آتی ہے۔ انسان کا کسب گویا کہ اس کی مرضی ہے ظاہراً اس کی مرضی ہو نیکی والی ہو تو بھی نافرمانی اور گناہ کی آمیزش انسان کو خراب کرتی ہے، مثلاً بندے کے اندر نیکی کی تمنا آتی ہے اور وہ مسجد وغیرہ تعمیر کرتا ہے (نیکی کا کام کرتا ہے) لیکن قول و فعل کا حرام نہیں چھوڑ رہا، دیگر اوامر پر عمل نہیں کر رہا، منہیات سے نہیں بچ رہا، مگر ساتھ مسجد بھی بنا رہا

[1] المطففین:14

ہے کس لئے ؟ کہ اپنی تمنا ہے، اپنی خواہش ہے ، فاین اللہ ؟ اللہ کی رضا جوئی کہاں ہے اللہ نے تو فرمایا ہے کہ پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَافَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو ! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ نہیں کہ جو حکم خدا طبیعت سے مناسبت رکھے وہ تو عمل میں آجائے اور جس حکم سے طبیعت کا، نفس کا میلان نہ بنے وہ اختیار نہ کیا جائے اللہ کے احکامات ، شریعت مطہرہ مبارکہ یعنی سنت مبارکہ کو پوری طرح (In its true essence) اختیار کرنے سے ہی انسان مکمل طور پر دین میں داخل ہوتا ہے اور اس بات پر رکاوٹ اس کا نفس، اس کی طبیعت اور جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا کہ اسی نفس کی تطہیر و تزکیہ کیلئے، تصفیہ قلب کیلئے کسی کامل مرشد کی نسبت میں آنا اور اس کا دامن پکڑنا اور مضبوطی سے پکڑے رہنا اللہ سبحانہ وتعالی کا اختیار کردہ نظام تعلیم و تربیت ہے۔

---

[1] البقرہ 2:208

نسبت میں آنے کے بعد پھر اپنی مرضی نہ کرے بلکہ اپنا آپ مرشد کے حوالے کر دے، موم بن جائے پھر دیکھے کہ نسبت کی تاثیر کس طرح اس کو اپنی مرضی سے نکال کر صبغۃ اللہ کے رنگ میں ڈھال دیتی ہے۔ سمجھنے کے لئے لچکدار کپڑے کی مثال ذہن میں رکھیں، درزی جب لچک والے کپڑے سے قمیض تیار کر رہا ہوتا ہے تو کاٹتے وقت کپڑا اپنی لچک کی وجہ سے ایک جگہ نہیں رہتا اس وجہ سے اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ سانچے (سیمپل) کے مطابق کٹنے میں فرق آ جائے، اسی فرق کی وجہ سے سلنے کے بعد قمیض میں نفاست کے بجائے بے ڈھنگا پن نظر آتا ہے، اس کے برعکس سوتی کپڑا کاریگر کے کاٹتے وقت بالکل نہیں ہلتا بلکہ کاریگر کی مرضی کے مطابق بمثل مردہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جب قمیض تیار ہوتی ہے تو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسی طرح مرید بھی بمثل مردہ اگر مرشد کے ہاتھ میں ہو اس کی مرضی پر چلنے والا ہو تو ہی اس کا کام بنتا ہے وہ اپنی مرضی سے نکل کر کماحقہٗ احکامات خدا پر چلنے والا بنتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

فرمان رسول ﷺ کے مطابق بندے کے دل میں، قلب میں اللہ کی یاد کا، اللہ کے ذکر کا پودا لگنے سے اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہونا شروع ہوتا ہے لیکن صرف پودا لگنے سے کام نہیں بنتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ پودا پھل دے، قلب میں اور دیگر لطائف میں نسبت کے بعد جو ذکر الہی کا پودا لگتا ہے اس کا پھل اخلاص والے، اللہ کی قبولیت والے نیک اعمال ہیں صرف پودے لگانے سے پھل ملنا نہیں شروع ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تگ ودو محنت اور وقت لگتا ہے۔آم کا درخت بھی لگایا جائے تو اس پر پھل آنے میں کئی سال لگتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب مالی کی توجہ، اس پودے پر رہے وہ اس پودے کو وقت پر کھاد اور پانی دیتا رہے ۔فالتو شاخوں کی تراش خراش کرتا رہے۔ بیماریوں سے بچاؤ کیلئے اسپرے کرتا رہے اسی طرح مرید بھی اگر مرشد کے پاس آکر ذکر حاصل کرلے لیکن بعد میں رابطہ نہ رکھے مرشد کے پاس آنا جانا نہ رکھے اس کی توجہ اور نظر میں نہ رہے تو اس کا بھی تربیت و تزکیہ نہیں ہوتا نسبت میں آنے کے بعد

مرشد کے پاس آتا جاتا رہے تو مرشد کی توجہ سے اس کے ذکر کے بوٹے کو پانی ملتا رہتا ہے ذکر پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ نفس کے جال اور دھوکے سے بچتا رہتا ہے اور جب اس پودے پر پھل آتا ہے تو پھر وہ بندگی میں ڈھلتا ہے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ بھی اس بات کو بیان فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من مرشد وچ لائی ھُو

نفی اثبات دا پانی ملیا، ہر رگے ھر جائی ھُو

بوٹی اندر مشک مچایا، تے جان پھولن تے آئی ھُو

جیوے مرشد کامل باھو جہن اے بوٹی لائی ھُو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ہر چیز کی صفائی کسی نہ کسی چیز سے اور دلوں کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى

مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی: ہر شے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتیٰ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا رہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دل کی صفائی کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کیلئے بندے کے دل میں اللہ کے ذکر کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات[2] میں فرماتے ہیں کی نسبت میں آنے کے بعد مرشد کی توجہ اور اسکے اذن سے لطائف سبعہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، اور قالبی کے بعد دیگرے اللہ کی یاد میں آتے ہیں اور مرید کے اندر رہ

---

[1] الدعوات الکبیر البیہقی

[2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 22، 34، 58، 260

دم ذکر خدا جاری ہونے کا سبب بنتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر لطیفہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مختلف صفات کے نور کا حامل ہوتا ہے اور اسی نور کی تاثیر سے نفس انسان کے عناصر کی صفات رذیلہ سے تطہیر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی صفات کی پہچان حاصل کر کے بندگی والا بنتا ہے۔ لطیفہ قلب کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کا نور میسر آتا ہے جو بندے کے نفس کی خواہشات اعتدال پر لانے کا سبب بنتا ہے۔ ہے اسکی علامت ذکر کے وقت ماسویٰ اللہ کا نسیان اور ذاتِ حق کیساتھ محوّیت ہے (اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو)، اسکی تاثیر رفعِ غفلت اور دفعِ شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، اس کی اپنی خواہشات پر اللہ کے احکامات حاوی ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی نور کی برکت سے اسے اس بات کا ادراک ہونا شروع ہوتا ہے کہ مجھ سے جو بھی نیک کام ہو رہا ہے وہ تو فاعل حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کرم سے ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ[1]

[1] النساء:79

ترجمہ: (اے انسان ! اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)، اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابیٔ نفس کی طرف منسوب کر)

لطیفہ روح میں اللہ کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ کا نور آتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جن کا الٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ نہیں موسوم ہو سکتا، ان صفات میں (1) حیات (2) علم (3) قدرت (4) سماعت (5) بصارت (6) کلام (7) ارادہ (8) تکوین، شامل ہیں۔ اسکی تاثیر غصّہ و غضب کی کیفیّت میں اعتدال اور طبعیت میں اصلاح و سکون کی کیفیت کا ظہور ہے۔ اسی طرح لطیفہ سر کی فناء پر اللہ تعالیٰ کی شیونات کا ظہور ہے، اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلّف مال خرچ کرنے اور فکرِ آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔ لطیفہ خفی میں صفات سلبیہ کا ظہور ہے (صفات سلبیہ سے مراد وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب ہونے

کی نفی کی ہے، ان میں سے کچھ صفات درج ذیل ہیں

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ[1]

ترجمہ: اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ[2]

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ[3]

ترجمہ: نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ[4]

ترجمہ: اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ[5]

ترجمہ: اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ[6]

ترجمہ: اس کی عورت نہیں

---

[1] البقرۃ:255

[2] الشوریٰ:11

[3] الاخلاص:3

[4] الاخلاص:4

[5] المومنون:91

[6] الانعام:101

اسکی تاثیر حسد و بخل اور کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات حاصل ہو جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کا نور آتا ہے۔ اسکی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مُہلک روحانی امراض سے رہائی پانے اور مکمل حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے [1] ہیں مرشد کی نسبت اور توجہ (شیخ یا مرشد کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے سالک کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے۔ شیخ سلوک کی منزلوں میں توجہ کے ذریعے لطائف پر فیض القاء کرتا ہے) سے ان لطائف کا ذکر میں آنا گویا کہ مرید کے باطن کا استنجا ہے یعنی کے فرمان رسول ﷺ کے مطابق ابھی اس کے باطن کی نجاست دور ہوئی ہے اس کے بعد مرشد کی توجہ اور اذن سے مرید کے اندر کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ ذکر نفی اثبات کا القاء ہوتا ہے اور یہ ذکر نفی اثبات گویا کہ باطن کا وضو ہے اور اگر مرید اس امانت کا (ذکر نفی اثبات) صحیح طریقہ سے عامل ہو تو یہ اس کے باطن کی صفائی کے ذرائع میں سے ہے۔

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 21، 50

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ اور افضل دعا الْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔

بندہ کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اسلام میں داخل ہوتا ہے اللہ کو ماننے والا بنتا ہے معبودان باطلہ کو چھوڑ دیتا ہے جب اپنے نفس کے غلبے سے اس میں شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے پیچھے چلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو گویا اب اس کا باطن حالت کفر میں ہے (کفر بمعنی انکار) حالت انکار میں ہے تو اب یہ کلمہ لاالہ الا اللہ کا ذکر ہے جو اس کے باطن کو نفس کا حالت انکار سے نکال کر اطاعت میں ڈالنے کا ذریعہ توجہ اور اذن مرشد سے بنتا ہے۔

[1] اخرجہ ترمذی فی الصحیح، ابواب الدعوات

مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا مطلب "مردہ" یہ اپنے پیر کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ، اور یہی محبت کا تقاضا ہے۔ بقول شاعر

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کوئی مرتبہ چاہتا ہے

دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جس کو بھی جو ملا ہے اسکو اپنے مرشد کے وسیلے سے اور ان کو اپنے مرشد کی وسیلے سے یہ سلسلہ چلتا چلتا ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم سے ملا ہے۔ ہر بندے کیلئے آج صالحین کی صحبت سے مرشد کامل کے ساتھ محبت اطاعت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحبت میں بیٹھنے، استقامت اختیار کرنے اور اقوال وافعال کے حرام کے بچنے سے یہ چیز میسر آتی ہے۔ نفس کے شر سے بندہ محفوظ رہتا ہے۔

اللّٰهُمَّ آتِ نُفُوسَنَا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا

اے ہمارے پروردگار ہمارے نفوس کو پرہیزگاری عطا فرما دیجئے انہیں پاک فرما دیجئے کہ آپ ہی انہیں بہتر پاک فرمانے والے ہیں۔ آپ ہی ان کے حامی و ناصر ہیں۔

حرف آخر

اللہ تعالیٰ انسان سے بے انتہاء محبت کرتا ہے اس انسان سے مراد یہ نفس انسان ہے اور اسی کے لئے قرآن میں اللہ کریم نے قسمیں بھی ذکر کیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا وَالسَّمَآءِ وَ مَا بَنٰهَا وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَا وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا[1]

ترجمہ: سورج اور اسکی روشنی کی قسم۔ اور چاند کی جب اسکے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب اسے چمکائے۔ اور رات کی جب اسے چھپائے۔ اور آسمان اور اسکے بنانے والے کی قسم۔ اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم۔ اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی۔ بیشک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا۔

دیگر نو کمالات قدرت کی قسم کے بعد اس نفس کی قسم کا ذکر کیا ہے۔

[1] الشمس: 1تا 9

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ [1]

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

مگر یہ نفس اپنی سرکشی کے باعث نہ صرف گناہگار ٹھہرتا ہے۔ بلکہ برا عذاب بھی پاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۹۹ میں رقم طراز ہیں کہ روح انسانی کے اس پیکر جسمانی (نفس) کیساتھ تعلق قائم ہونے سے پہلے ترقی و عروج کی راہ بند تھی اور وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ [2] (ترجمہ: اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے) کے پنجرے میں محبوس و مقید تھی۔ لیکن اس جوہر نفس کی فطرت و سرشت میں جسم میں آنے کے بعد عروج کی استعداد موجود تھی۔ اور اس استعداد کی بنا پر ہی انسان کی فضیلت فرشتے پر ثابت ہوئی ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے اس نورانی جوہر کو اس جسم کے ظلمانی پیکر کیساتھ جمع کر دیا۔ تو پاک ہے وہ ذات جس نے نور اور ظلمت اور امر اور خلق کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور جب کہ یہ دونوں

[1] التین: 4

[2] الصّٰفّٰت: 164

چیزیں حقیقت میں ایک دوسرے کی نقیض واقع ہوئی تھیں تو حکیم مطلق جل سلطانہ نے اس اجتماع کو برقرار رکھنے کیلئے اور اس نظام کو موجود رکھنے کیلئے روح کی نفس کیساتھ عشق اور گرفتاری کی نسبت قائم کردی اور اس گرفتاری کو اس انتظام کا سبب بنادیا اور آیہ کریمہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ [1]

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

میں اسی بیان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور روح کا یہ تنزل و گرفتاری حقیقت میں مدح بمایشبہ الذم کے قبیلہ سے ہے۔ تو اس نسبت حبی کے باعث روح نے بھلادیا اور اپنے آپ کو نفس امارہ کیساتھ تعبیر کرنا شروع کردیا۔ روح میں یہ ایک دوسری لطافت ہے جو اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اس لطافت کے کمال کے باعث روح جس طرف بھی رخ کرتی ہے اسی کا حکم اختیار کرلیتی ہے۔ تو جب اپنے آپ کو فراموش کردیتی ہے۔ اور اپنے آپ کو پورے طور پر غفلت کے سپرد کردیتی ہے۔ اور ظلمت کا حکم اختیار کرلیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی اور بندہ نوازی سے انبیاء کرام علیہ الصلاوات والتسلیمات کو مبعوث فرمایا۔ اور ان اکابر کے توسل سے اپنی طرف لوگوں کو بھلایا۔ اور روح کو نفس کی مخالفت کا جو روح کا

[1] التین: 4

معشوق ہے حکم دیا۔ پس جو شخص واپس لوٹ آیا تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ اور جس نے اپنا سر اوپر نہ اٹھایا اور زمین کے ساتھ چمٹ رہنا ہی پسند کیا تو دور کی گمراہی میں جا گرا۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[1]

یعنی کامیابی اسی کی ہے جس کے نفس نے اطاعت قبول کر لی۔ اور اطاعت عبادت کا درجہ تب رکھتی ہے جب یہ انتہائی محبت اور وارفتگی کے ساتھ احکامات خداوندی کا متلاشی رہے کہ مجھے موقع تو ملے تو میں اللہ کی توفیق سے اسے احسن انداز سے کر گزروں۔ اور وہ ان احکامات پر عمل کر گزرے وہ نفس پھر اللہ کا خلیفہ ہے جو کہ تخلیق کا مقصد یعنی بندگی کو پورا کرنے والا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں[2]۔

اعمال شریعت اور احوال طریقت سے مقصود اور غرض و غایت تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے۔ جب تک نفس تزکیہ پذیر نہیں ہو گا اور قلب کو سلامتی نصیب نہیں ہو گی ایمان حقیقی جس پر نجات کا انحصار ہے میسر نہیں آسکتا۔ سلامتی قلب اس وقت وجود میں آتی ہے جب دل پر غیر خدا تعالیٰ کے خیالات کا گزرنا بالکل بند ہو جائے۔ اور یہ اس راستے میں پہلا قدم ہے اسکے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔

---

[1] الشمس: 7، 8، 9

[2] مکتوبات امام ربانی، جلد1، مکتوب نمبر 91

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفس کی اس سرکشی والے شر سے محفوظ رکھے آمین۔ روزمرہ زندگی میں نفس کو اتنا زیادہ مطعون کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل بھی درست نہیں۔ یہ تب ہوتا ہے جب انسان یہ بھول جائے کہ اسی نفس نے ہی اطاعت کر کے بندگی کی منازل کو طے کر کے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔ اسی لئے کہیں اس نفس کو مارنے کی باتیں آتی ہیں کہیں پر ہلاک کرنے کی باتیں آتی ہیں۔ اس کو سدھارنے کی باتیں صرف اس کو بنانے والا مالک کرتا ہے۔ یا اس کے مامور انبیاء کرام علیہم السلام اور وہ اولیاء عظام جو کے معرفت کی لذت سے آشناء ہوتے ہیں۔ ان اشخاص کی صحبتوں سنگتوں اور محبتوں کی بدولت اسے تزکیہ تصفیہ اور پاکیزگی ملتی ہے۔ اللہ ہمیں ادب اور محبت کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنے میں استقامت عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بجائے اپنی جانوں کو عذاب سے بچا لیں۔ اور وہ مقصد پورا کر گزریں جو کہ ہمارا مقصد تخلیق تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنے مرشد کریم کی نسبت کے طفیل اس راہ پر دوام اور استقامت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

موبہ موو ذرہ ذرہ مکر نفس — می شناسیدند چون گل از کرفس

بت شکستن سہل باشد، نیك سہلز — سہل دیدن نفس را، جہل است، جہل

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ لَم يَشْكُرِ النَّاسَ لَم يَشْكُرِ اللهَ

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ

جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

بالخصوص اپنی جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، مفتی ڈاکٹر محمد عمر فراز محمدی سیفی، ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،، مولانا محمد کامران محمدی سیفی، حافظ حمزہ علی محمدی سیفی،

پروف ریڈنگ کے لیے ہمارے جامعہ کے مفتی سید توقیر الحسن شاہ مشہدی، مفتی محمد احسان الحق محمدی سیفی، مفتی محمد فیضان محمدی سیفی

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی، مولانا محمد یوسف محمدی سیفی اور محمد ناظم محمدی سیفی

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ العَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ادارہ ھذا کی دیگر تصانیف

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الاربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الاربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الاربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الاربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الاربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الاربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الاربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

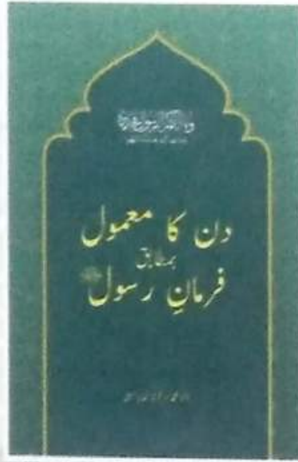
12 الأربعین فی أھمیۃ صحبۃ المرشد الکامل وأثرھا۔ صحبت مرشد کامل۔ چالیس احادیث۔

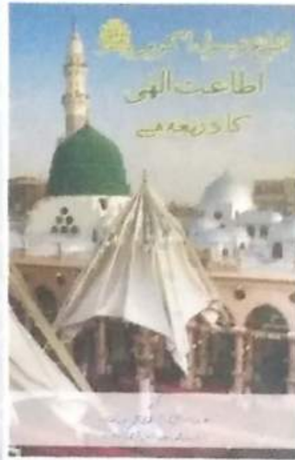
13 الأربعین فی آفات اللسان۔ زبان کی آفات۔ چالیس احادیث۔

14 الاربعین فی الأحکام اللباس والحجاب۔ لباس اور پردے کے احکامات۔ چالیس احادیث۔

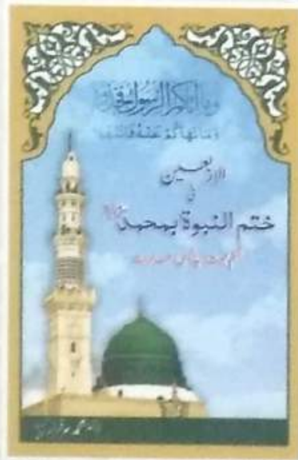
15 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

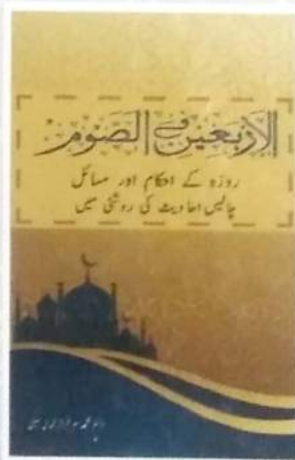
ادارہ ہٰذا کی دیگر تصانیف















خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم ۔ اسلام آباد